احیائے اسلام اور امن ... میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

مئی 2007ء

عالمی میلاد کانفرنس کے دوران آسمان پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور





تحریک منہاج القرآن کے زیراہتمام
سالانہ ورکرز کنونشن

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضان نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادی
زیر سرپرستی
شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

جلد 21 شمارہ 5 ربیع الثانی / جمادی الاول ۱۴۲۸ھ مئی 2007ء

حسن ترتیب

Www.minhaj.info Info@minhaj.info

قیمت فی شمارہ: 15 روپے
سالانہ زرتعاون: 150 روپے

ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 1457-51 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان فون UAN: 111-140-140 فیکس 5168184

بدل اشتراک
مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ در ہا ستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

طابع: میاں مظفر احمد، ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز، ادارہ منہاج القرآن 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

شب غم میں برہنہ سر ہوں دستارِ گر دینا
اجالا ہر طرف کردوں وہ خورشیدِ ہنر دینا

بہاروں میں نمو کی سبز کرنیں بانٹنے والے
مرے دامن کو بھی مہکی ہوئی کلیوں سے بھر دینا

بھروسے پر ترے کشتی سمندر میں اتاری ہے
تو ہر موج بلا کو ساحلِ امید کر دینا

مرے بچوں کی آنکھوں میں دھنک کی رم جھم رکھ کر
تو ان کے جاگتے خوابوں کو تعبیرِ سحر دینا

ترے محبوب ﷺ کی مدحت سرائی میرا نصیب ہو
غریبِ شہرِ دل ہوں الفتِ خیرالبشر ﷺ دینا

بہل جاؤں میں اک قطرے سے ناممکن مرے مولا
مجھے ان ﷺ کی محبت کے ہزاروں بحر و بَر دینا

ریاضؔ بے نوا کی ہر خطا سے درگزر کر کے
تو اس کی آخرِ شب کی دعاؤں میں اثر دینا

(ریاض حسین چودھری)

وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰه

اصلِ حیات ہیں مصطفیٰ ﷺ، موجود پھر کیسے نہیں
حیّ القیوم کے دلربا، موجود پھر کیسے نہیں

جن کی نبوت دائمی، جن کی شریعت لایزال
دینِ حنیف کا پیشوا، موجود پھر کیسے نہیں

ذات وصفات میں حق ہیں، وہ حق الیقیں، حق المبیں
حق ہے بقا، حق لا فنا، موجود پھر کیسے نہیں

ہوتے نہ گر موجود وہ ﷺ، رحمت نہ پھر آتی نظر
رحمت ہے اب بھی جاں فزاء، موجود پھر کیسے نہیں

وہ معنیٔ قرآن ہیں، توحید کی برہان ہیں
جوہر ہیں وہ ایمان کا، موجود پھر کیسے نہیں

جو عبودیت میں فنا ہوئے تو بقاء باقی سے جا ملے
قوسین کا ملنا بقاء، موجود پھر کیسے نہیں

نورالمبیں، نورالھدیٰ، نورِ الٰہ کا نور وہ
جب روشنی ہے جابجا، موجود پھر کیسے نہیں

رحمت بنا رب رب نہیں، رحمت سے رب ظاہر ہوا
جو غیب کا ظاہر بنا، موجود پھر کیسے نہیں

اس کائنات کا ارتقاء ممکن نہیں رحمت بنا
وہ رحمت اللعالمیں ﷺ، موجود پھر کیسے نہیں

(سجّاد مسعود قریشی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالے کی تحریک

امت مسلمہ کے بارہ سو سالہ دورِ عروج و تمکنت کے بعد جب ایک طرف عثمانی خلافت اپنی بساط لپیٹ رہی تھی تو دوسری طرف یورپی اقوام علمی و صنعتی ترقی کے سہارے پوری دنیا پر حکومت کرنے کے خواب دیکھ رہی تھیں۔ اس اہم کامیابی کو حتمی اور دائمی بنانے کے لئے مغربی حکماء اور سیاسی عمائدین مختلف نوعیت کی منصوبہ بندیوں کو آخری شکل دے رہے تھے۔ ان کی سیاسی، عسکری، ثقافتی، فکری یلغار اور علمی کاوشوں کا محوری نقطہ حرمت و تقدیس رسالت مآب ﷺ کے تصور کو اہل ایمان کے دلوں سے مٹانا تھا۔ بقول اقبال اسلام کو عرب و عجم سے نکال باہر کرنے اور اسلامی عقائد و اعمال پر فرنگی تخیلات کو فائق کرنے کے لئے ضروری تھا کہ ملت کے بدن سے ''جوہرِ ایمان'' نکال دیا جائے تاکہ اس ملت کو ابدی موت سے ہمکنار کیا جاسکے۔ ایمان کا یہ جوہر، حرمت و محبتِ رسول ﷺ تھا جس کی قوت طاقت کا ادراک کسی حد تک دشمنان اسلام قوتوں کو حاصل تھا۔ اسلام کا سیاسی تمکن اور معاشی ڈھانچہ بلاشبہ تباہ ہوچکا تھا۔ اس کی ثقافت بھی غالب اقوام کے ہاتھوں برباد ہورہی تھی مگر اس کے باوجود وہ مسلمانوں کے اس روحانی اور جذباتی پہلو سے خائف تھے کیونکہ حرمت رسول ﷺ ہی ایسی چنگاری ہے جو کسی وقت بھی شعلوں میں تبدیل ہوکر تنِ مردہ میں نئی زندگی لوٹا دینے کی قوت رکھتی ہے۔

فاقہ کش اہلِ اسلام اسی جوہر حیات کے طفیل ہر طوفان کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہوتے رہے اور آج بھی نشأۃ ثانیہ کی امید اسی جوہر ایمان کی بدولت کی جارہی ہے۔ چنانچہ مغربی حکماء اور سیاسی زعماء اس غیر مرئی نظریاتی قلعے کو فتح کرنے کے لئے صدیوں سے کوشاں رہے۔ اس سلسلے میں انہیں اور کامیابی تو نہ ہوئی البتہ وہ حضور ﷺ کی ذات کو امت میں متنازع بنانے میں کسی قدر کامیاب ہوگئے۔ عظمتِ رسالت کو داغدار کرنے کی اس ابلیسی کاوش میں انہیں کئی نام نہاد ''مصلحین'' جھوٹے نبی اور نادان ''مسلمان'' بھی میسر آتے رہے لیکن قافلہ عشق و جنون کسی دور میں تھما نہیں۔ سیاسی زوال اور معاشی ابتری کے بدترین حالات میں بھی غازی علم الدینؒ جیسے شہدائے ناموس رسالت ملت کے اجتماعی ضمیر کی زکوٰۃ ادا کرکے اپنے تازہ خون سے چمن اسلام میں بہاروں کا پیغام لاتے رہے۔

اقبال کو شاعر مشرق، حکیم الامت اور فیلسوف اسلام کا لقب ملا تو وہ بھی اسی لئے کہ انہوں نے بھی ''دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا'' کرنے کا آفاقی پیغام عام کیا۔ اقبال کا الہامی فکر و فلسفہ بھی اسی ایک نکتے کے گرد گھومتا ہے کہ ''ملت کی بقاء اور اسلام کے عروج کا راز جمال محمدی ﷺ سے آشنائی میں مضمر ہے''

عصر ما ما راز ما بیگانہ کرد　　از جمال مصطفیٰ بیگانہ کرد

یعنی اس دور زوال میں مسلمانوں کی سب سے بڑی بدبختی، بدنصیبی اور محرومی یہ ہے کہ اس دورفتن نے انہیں اپنے مقام و منصب سے بیگانہ کردیا ہے۔ یہ بیگانگی صرف اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ ہم مسلمان اپنے آقا محسن کائنات ﷺ کے امتیازات و خصائص اور اسوہ حسنہ کے عملی جمال جہاں آراء کی نورانی کرنوں سے ناآشنا ہیں۔ جمال مصطفیٰ ﷺ سے مراد قرآن و حدیث کے اسرار و علوم بھی ہیں اور اسوہ حسنہ کے گوشے بھی۔ دین امن اور دین فطرت کے فیوضات بھی ہیں جن سے بوجوہ آج کا انسان محروم ہے۔ صدیوں سے جاری تہذیبی تصادم اور نسلی و مذہبی تعصب نے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پردوں کے پیچھے دھکیل دیا ہے۔ لہذا ضرورت تھی کہ دانائے راز اقبالؒ کی الوہی تشخیص کے مطابق کوئی ایسا شخص آج بھی اٹھتا جو دینِ رحمت و امن کے فیوضات کو مشرق و

مغرب میں پھیلا دیتا۔ وہ جمال مصطفیٰ ﷺ کا راز دان ہوتا اور اس کے گفتار و کردار سے عشق و اتباع رسول ﷺ کے سوتے پھوٹتے۔ جذباتی اور عقلی دونوں محاذوں پر معاصر فتنوں کا توڑ کرتا۔ نوجوانانِ ملت کے جدید سوالات کا جواب آج کے سائنسی لہجے میں دیتا۔ اس کا ایک ہاتھ قدیم اسلاف کے ساتھ پیوستہ ہوتا اور دوسرا دورِ حاضر کے ساتھ مربوط۔ وہ ایک طرف تاریخی روایات کا محافظ ہوتا اور دوسری طرف موجودہ دورِ فتن کی آفتوں سے قافلہ اسلام کو تحفظ کی ضمانت فراہم کرسکتا۔

چنانچہ انہی ایمانی، اعتقادی، علمی اور فکری محاذوں پر باطل افکار کا مقابلہ کرنے اور حقیقی اسلام کو اس کی روح کے ساتھ متعارف کرنے کے لئے اللہ پاک نے اس دور میں تحریک منہاج القرآن کو توفیق اور صلاحیت عطا فرمائی۔ بے شمار معاصر شخصیات اور اداروں کے کارہائے نمایاں بھی اس ضمن میں قابل قدر اور لائق تحسین ہیں مگر بانی تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ کی شخصیت اور ان کی خدمات کا ڈھنگ ہی نرالا ہے۔ لگتا یوں ہے کہ اقبال کی دانش، حکمت اور بصیرت نے زوال امت مسلم کے جن جن اسباب کی نشاندہی کی اور دم آخر بستر علالت پر لیٹے لیٹے آخری رباعی میں جس ''دانائے راز'' کے لئے حسرت کا اظہار کیا۔ اللہ پاک نے اسی تمنائے محبت کو قائد تحریک کی شکل میں عملاً پورا کردیا۔ یہ بات محض عقیدت و محبت میں ڈوب کر نہیں بلکہ عملی اور مشاہداتی پیمانوں پر پرکھ کر دیکھ لیں تو ہر سلیم الفطرت دل گواہی دیتا ہے کہ تحریک منہاج القرآن اقبال کے انہی نالہ ہائے دردوسوز کا جواب ہے جو برسوں سے اپنی مراد پانے کے لئے قدسیان فلک کا طواف کرتے رہے۔ دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنے کا مشن ہو یا عصر حاضر میں جمال مصطفوی ﷺ سے شناسائی کی ذمہ داری، مغربی ثقافتی یلغار کے تابڑ توڑ حملوں مین نوجوانان ملت کے ایمان و عمل کی حفاظت کا کٹھن مرحلہ ہو یا بدعقیدگی کے سیلاب کو مضبوط دلائل و براہین کی قوت سے روک دینے کا تاریخی کارنامہ، ہر محاذ پر جس شخصیت کی خدمات کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے اس کا نام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ہے۔

بعض لوگ انہیں ''شیخ الاسلام'' کہنے اور ماننے سے ناک منہ چڑاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ تاریخ میں جن شخصیات کو شیخ الاسلام کا لقب دیا گیا ان کی خدمات کا دائرہ ان کے مقابلے میں کسی طور پر کم نہیں بلکہ ہم ایسے بیسیوں ''مشائخ اسلام'' کے نام گنواسکتے ہیں جنہوں نے کسی ایک شعبے میں بھی اتنا کام نہیں کیا جتنا ہمارے قائد نے درجنوں شعبوں میں کردیا ہے۔ رہی بات قابلیت، صلاحیت اور اہلیت کی تو دین کی خدمت میں بلاشبہ یہ خصوصیات بنیادی حیثیت رکھتی ہیں مگر اصل چیز ''توفیق'' اور ''قبولیت'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے نیاز ذات جس پر خوش ہوجائے جسے توفیق عطا فرمادے اور جس کے سر پر سعادت کا تاج سجادے وہی وقت کا امام ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ مخلوق میں تمام توفیقات و فیوضات الٰہیہ بطریق مصطفیٰ ﷺ عطا ہوتے ہیں۔ جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں۔ محبت وعشق رسول ﷺ ایک کیفیت اور نعمت خداوندی ہے جو جذبوں میں رچ بس جاتی ہے۔ یہ نعمت کسبی بھی ہوتی ہے اور وہبی بھی۔ بہت سے خوش قسمت لوگ ہیں جو خلوص، تقویٰ، عبادت اور ریاضت کے ذریعہ اس نور ایمان کو حاصل کرلیتے ہیں اور بہت سے نفوس ایسے ہوتے ہیں جنہیں اللہ پاک اس سعادت عظمیٰ سے ازخود نواز دیتا ہے۔ وہ پیدائشی اور فطری داعیہ کے طور پر ایسے لوگوں کے کردار اور عمل کا حصہ ہوتی ہے اور عام طور پر یہی لوگ ایمان کی اس دولت کو دنیا میں تقسیم کرنے کا منصب سنبھالتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے قائد کا تعلق اسی دوسرے طبقہ عشاق سے ہے۔ محبت و مودتِ رسول ﷺ انہوں نے محنت ومجاہدے سے حاصل نہیں کی (حالانکہ اس میدان میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے) مگر فنائیتِ رسول ﷺ کا یہ شعور وعرفان انہیں ورثے میں عطا ہوا ہے۔ بلاشبہ اس عطا میں صدیوں کی ریاضت اور نسلوں کا گداز کارفرما ہے لیکن یہ ریاضت ان کے نسبی اور روحانی سلسلے کا اعجاز ہے۔

محبت رسول ﷺ آپ کی شخصیت میں اسی طرح رچی بسی ہے جیسے پھول میں خوشبو، ستاروں میں روشنی اور پھلوں میں ذائقہ۔ آپ کا ضمیر ہی اس مٹی سے اٹھایا گیا ہے جو عشق و معرفت رسول ﷺ کی تاثیر سے گندھی گئی تھی۔ ہم نے عرب و عجم کے بہت سے علمی فکری روحانی اور تحقیقی ادارے اور شخصیات دیکھی ہیں مگر تحریک منہاج القرآن جیسی جامع الصفات تحریک اور اس کے بانی قائد جیسی ہمہ جہت شخصیت کہیں نہیں دیکھی۔ ان کی سینکڑوں تصانیف، ہزاروں سمعی و بصری مجموعہ ہائے تقاریر، ملک اور بیرون ملک ہزاروں دینی مراکز جن سے علم کی روشنی بھی پھیل رہی ہے، محبت کی چاشنی بھی نصیب ہوتی ہے اور ایمان و ایقان کا نور بھی ویران دلوں کو سیراب کرتا ہے۔ یہ مراکز نور یوں تو سارا سال دعوتی تنظیمی اور تربیتی سرگرمیاں جاری رکھتے ہیں مگر ربیع الاول کی آمد ہر سال ان ایمان افروز سرگرمیوں میں ارتعاش پیدا کر دیتی ہیں۔ سالانہ عالمی محفل میلاد اس تحریک کی ایسی ہی امتیازی خصوصیت ہے جس کے ذریعے لاکھوں خواتین و حضرات سال بھر کے لئے ایمانی جذبوں میں تازگی کا سامان کرتے ہیں۔ چنانچہ اس سال ان محافل کا آغاز یورپ کی سرزمین برمنگھم کی استقبال ربیع الاول کانفرنس سے ہوا جس سے سفیر عشق مصطفی ﷺ نے کینیڈا سے واپسی پر خطاب کیا اور وہ پروگرام QTV کے ذریعے پوری دنیا میں Live دیکھا گیا۔ بعد ازاں جب حضور شیخ الاسلام مرکزِ تحریک لاہور فروکش ہوئے تو تحریک کا یہ مرکز پوری تب و تاب سے ماہ ربیع الاول کی ایمانی مسرتوں کا محوری نقطہ بن گیا۔ الحمدللہ اس سال رفعت ذکر رسول ﷺ کے نظام ربوبیت کے عین مطابق پہلے سالوں کے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ ضیافت میلاد النبی ﷺ کا عشرہ تقریبات اپنی مثال آپ تھا جس میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لاتعداد خواتین و حضرات نے شمولیت فرما کر محبت رسول ﷺ کے جام نوش کئے۔ اس چشمہ فیض کی کرنیں حیدر آباد دکن سے لیکر ڈھاکہ، چٹا گانگ، ناروے، ڈنمارک، جرمنی، جاپان، کوریا تک پھیل گئیں اور یورپ، امریکہ، مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے بیسیوں شہروں میں اسم محمد ﷺ سے اجالے کا اہتمام کیا گیا۔ سب سے زیادہ فیض رساں ''گوشہ درود'' جیسا قدسی صفت شعبہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور ﷺ کی نظر عنایت کا وسیلہ بنا۔ مرکز میں گوشہ درود قائم ہوئے ڈیڑھ سال کا عرصہ بیت چکا تھا اور اللہ پاک نے اپنے حبیب کریم کے اس ذکر محبت کا اثر اہل ذکر کے سینوں اور زمین کی وسعتوں سے بھی کہیں بلندیوں پر نمایاں کر دیا۔ چنانچہ عالمی محفل میلاد کے وہ لمحات اب تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں جب حضور شیخ الاسلام رات کے پچھلے پہر لاکھوں عشاق کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کے سامنے لفظ محمد ﷺ کی برکتوں پر گفتگو فرما رہے تھے۔ تیز آندھی اور جھکڑ نے اولاً فضائے بسیط میں ایک ارتعاش پیدا کر دیا گرم ہوائیں خنک جھونکوں سے مشکبار ہوئیں اور پھر چشم فلک نے عجیب نظارہ دیکھا کہ چاند کے قریب قدرت نے نور کے قلم سے لفظ محمد ﷺ رقم کر دیا۔

حضرات گرامی! یہ ایمان افروز نظارہ جسے عالمی محفل کے لاکھوں شرکاء سمیت پوری دنیا میں Live دیکھا گیا اس دورِ ظلمت میں دین محمدی ﷺ کی صداقت و حقانیت کی واضح علامت ہے۔ قائد تحریک نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے بجا طور پر فرمایا کہ ''یہ معجزات رسول ﷺ کا تسلسل ہے اس میں میرے سمیت کسی انسانی کاوش اور کرامت کا کوئی عمل دخل نہیں ہاں یہ حضور ﷺ کی شانوں اور عظمتوں کا قدرتی اظہار ہمارے ایمان و ایقان کی مضبوطی کا ذریعہ ہیں اور ہمارے لئے اس میں یہ پیغام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے محبوب پاک ﷺ صاحب لولاک کے دین کی جس خدمت پر مامور کر رکھا ہے وہی دراصل ذریعہ نجات بھی ہے اور عروج کا زینہ بھی''۔ گویا بات پھر اقبال کی زبان سے اس نظام قدرت پر ختم ہو رہی ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ڈاکٹر علی اکبر قادری

القرآن

مقام و شانِ اولیاء اللہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

وَ اصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَ لَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ج تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَ اتَّبَعَ ھَوٰہُ وَ کَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا o (الکھف، ۱۸: ۲۸)

’’(اے میرے بندے!) تو اپنے آپ کو اُن لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے ربّ کو یاد کرتے ہیں، اُس کی رضا کے طلبگار رہتے ہیں، تیری (محبت اور توجہ کی) نگاہیں اُن سے نہ ہٹیں۔ کیا تو (اُن فقیروں سے دھیان ہٹا کر) دُنیوی زندگی کی آرائش چاہتا ہے؟ اور تو اُس شخص کی اِطاعت بھی نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اُس کا حال حد سے گزر گیا ہے۔‘‘

آج کے اِس خلفشار اور بے یقینی کے دور میں جب اِسلام کو ہر طرف سے تختۂ مشق بنایا جا رہا ہے، اُمتِ مسلمہ ہی کے کچھ ایسے اَفراد نام نہاد واعظین و مبلغین کے لبادہ میں مصروفِ عمل ہیں، جنہوں نے رُوحانی اِسلام کی تبلیغ و ترویج کی بجائے اِسلام کے مادّی تصور کو اُبھارنا اپنا مطمعِ نظر بنالیا ہے۔ رُوحانیت کی نفی، عشقِ رسول ﷺ کا اِنکار، معجزات کا ردّ اور کشف کی تکذیب پر اپنی زبان و قلم کا زور صرف کرنا اُن کا شِعار ہے۔ اولیاء و صوفیاء کی محبت اور اُن کی تعلیمات سے اِنکاری ہو کر وہ اِسلام کا ایسا مَن گھڑت تصور پیش کرتے ہیں جو اُن کی مادّی توجیہہ سے تو ہم آہنگ ہے لیکن اِسلام کی حقیقی تعلیمات کے ساتھ اُس کا دُور کا بھی علاقہ نہیں۔ یوں اِس نقطہ پر آ کر اُن کی اور دُشمنانِ اِسلام مستشرقین کی بولیاں کسی حد تک ایک دوسرے سے مل بھی جاتی ہیں۔ اِس لئے کہ اِسلام دُشمن نظریات کے حامل مغربی دانشور اور مستشرقین بھی اُمتِ مسلمہ کو اُسی سرچشمے سے دُور کرنا چاہتے ہیں جو رُوحانیت سے پھوٹتا ہے اور یہ نام نہاد مبلغینِ اِسلام بھی رُوحانیتِ اِسلام کے فیضان سے منکر ہو کر اُن کے ہم نوا بن گئے ہیں۔

اَغیار تو ببانگِ دُہل یہ بات کہتے نہیں تھکتے کہ چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی پیغمبرِ اِسلام ﷺ کس طرح زندہ اور رُوحانی فیضان کے حامل ہو سکتے ہیں؟ یہ کج نہاد اور برخود غلط علماء بھی یہی بات کہتے ہیں کہ ہمارا نبی زندہ نہیں۔ وہ صرف قرآن کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں اور صاحبِ قرآن کی عظمت و رُوحانیت سے اِنکاری ہیں۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ دینی مدارس میں تبلیغِ دین کا فریضہ سرانجام دینے والے علماء کا عوام کی بڑی اکثریت سے رابطہ اور تعلقِ خاطر بالکل کٹ چکا ہے۔ وہ میدان جہاں تبلیغ کی اصل ضرورت ہے، وہ اُن کے حلقۂ اثر سے باہر ہے۔ اِس وقت اِسلام کے نظریات و تصوّرات کی جنگ جس سطح پر شرق تا غرب، عرب و عجم کی سرزمین پر شدّ و مدّ کے ساتھ لڑی جا رہی ہے، وہ ہمارے عام علماء کی رسائی سے باہر ہے۔ اگر ہمارے علماء میں سے کوئی کفر و اِلحاد کے معرکوں کا مقابلہ کرنے کے لئے وہاں پہنچتا بھی ہے تو وہ

عصری علوم سے محرومی کی بنا پر دعوت و تبلیغ کے لئے اُن دلائل کا سہارا لیتا ہے جو قرآن و سنت اور دورِ حاضر کی علمی تہذیب کی سطح سے کہیں نیچے ہیں۔ اُن کے پاس محض کتابی و کراماتی دلائل ہیں یا تذکرے، مناظرے، فتوے اور اَشعار سے مزین باتیں اور تنقیدیں، جن سے وہ آج کے سائنسی ذہن کی تسلی و تشفی نہیں کر سکتے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ قرآنی آیات اور اَحادیثِ مبارکہ سے جو مؤقف ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ اُن سے نہیں ہو پاتا اور خلطِ مبحث سے یہ نہیں کھل پاتا کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط! وہ قرآنی آیات اور اَحادیث کی غلط تفسیر و توجیہہ کرکے اِس بات کو شرک اور بدعت ثابت کرتے ہیں جو شرک اور بدعت نہیں۔ اِسی طرح فتووں کا کاروبار گرم کرکے اُنہوں نے تکفیر سازی کے کارخانے کھولے ہوئے ہیں، جن سے وہ جسے چاہیں آنِ واحد میں کافر ثابت کر دیتے ہیں۔ یوں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ قرآن و سنت کا نام لے کر قرآن و سنت پر مبنی عقیدے کی جڑیں کاٹی جا رہی ہیں اور کوئی اُن کے قلم اور زبان کو روکنے والا نہیں۔ (اِس موضوع پر اِسلامی عقیدے کی جزئیات سے آگہی کے لئے شیخ الاسلام کی کتب ''عقیدۂ توحید اور حقیقتِ شرک'' اور ''تصورِ بدعت اور اُس کی شرعی حیثیت'' کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے)۔

نسلِ نو کو رُوحانی اِسلام کی ترغیب

اِشاعت و تبلیغِ دین کے ذریعے نئی نسل کو اِسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی عقلی و سائنسی ترغیب وقت کی اہم ضرورت ہے۔ لیکن مقامِ اَفسوس ہے کہ ہمارے کج فکر نام نہاد مبلغینِ اِسلام قرآن و حدیث ہی کے ناقص اِستنباط و اِستدلال کا سہارا لیتے ہوئے نوجوانوں کو اِسلامی تعلیمات کے قریب لانے کی بجائے اُن کی دِین سے دُوری کا باعث بن رہے ہیں۔

موجودہ دورِ فتن کے پیشِ نظر عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ عام طور پر علمائے کرام اِسلام کی صحیح وکالت میں ناکامی کی صورت میں زمانے کو بُرا بھلا کہنے لگ جاتے ہیں۔ اپنے نامناسب طرزِ عمل اور زمانے کا ساتھ نہ دے سکنے والے فکر پر نظرِ ثانی کی بجائے زمانے کو گالی دے کر اپنے فرائضِ منصبی سے سبکدوش ہو جانا ایک آسان کام ہے۔ اِسی وجہ سے سرورِ کائنات ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

لَا تَسُبُّوْا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْر. (مسند احمد بن حنبل، ۵: ۲۹۹، ۳۱۱)

زمانے کو گالی نہ دو، زمانہ خود خدا ہے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کا یہ فرمانِ مبارک اپنے اندر بیش بہا لطائف و معارف کا خزانہ رکھتا ہے۔ زمانے کو برا کہنے سے کوئی بات نہیں بنے گی بلکہ اِس کے برعکس معاملہ اور بگڑ جائے گا۔ اِس لئے کہ زمانے کا کام عدل کرنا ہے، اُسے سُستِ نہاد و سُست کوش مسلمانوں کے نفع و نقصان سے کوئی سروکار نہیں۔ وہ تو اُس کے حق میں فیصلہ دے گا جو اپنا مؤقف بہتر طریقے سے اُس کے سامنے پیش کرے گا۔

علماء و مبلغین کی ایک بڑی اکثریت عام طور پر قرآن و حدیث کو جس انداز سے پیش کر رہی ہے، وہ نئی نسل کو اِسلام کی طرف راغب کرنے کی بجائے اُس کے اندر مذہب بیزاری اور گمراہی کے رُجحانات کو فروغ دے رہا ہے۔ وہی قرآن جو سراپا ہدایت ہے، اُس کی مَن مانی اور غلط تشریحات سے گمراہی بھی اَخذ کی جا سکتی ہے اور ایسا فی الواقع ہو رہا ہے۔ قرآن حکیم اپنے بارے میں خود فرماتا ہے: يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا. (البقرہ، ۲: ۲۶)

یہ (قرآن) بہت سوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دیتا ہے۔

عالمِ اِسلام کی موجودہ نوجوان نسل بالعموم اور پاکستانی نسل بالخصوص جدید سائنسی تعلیم سے آراستہ ہو کر قرآن و سنت پر مبنی اُن عقائد و نظریات اور اَعمال کو تنقیدی نظر سے دیکھنے لگی ہے اور اُنہیں اَوہام و رسوم سے زیادہ درجہ دینے کو تیار نہیں، جو بزرگوں سے اُن تک روایتی انداز میں پہنچے ہیں۔ مغربی یونیورسٹیوں سے تعلیم یافتہ جدید نسل جب رُوحانی سلسلوں کا نام سنتی ہے تو وہ اپنے بزرگوں کے سامنے جراتِ لب کشائی کرتے ہوئے اِستفسار کرنے لگتی ہے کہ یہ قادری، سہروردی اور چشتی سلسلے کیا ہیں؟ اِن کی اِفادیت اور

ضرورت کیا ہے؟ مشائخ اور پیرانِ کرام کو ہم اپنا رہبر و رہنما کیوں مانیں؟ جو کچھ مانگنا ہو براہِ راست خدا سے کیوں نہ مانگا جائے؟ یہ توسل اور واسطہ کیونکر ضروری ہے؟ (اِس سلسلے میں راقم کی کتب ''مسئلہ اِستغاثہ اور اُس کی شرعی حیثیت'' اور '' قرآن و سنت اور عقیدۂ توسل'' کا مطالعہ مفید ہوگا)۔ اِس قبیل کے ہزاروں سوالات جو پڑھی لکھی نوجوان نسل کے ذہنوں میں پرورش پاتے ہیں، کبھی کبھار نوک زبان پر بھی آجاتے ہیں۔ اَب بجائے دلیل سے بات کرنے اور سمجھانے کے ہم نئی نسل کی لب کشائی کو دریدہ دَہنی اور گستاخی پر محمول کرنے لگتے ہیں اور اُنہیں کہتے ہیں کہ تم گستاخ ہو اور اپنے باپ دادا کے طریقے سے اِنحراف کی راہ اِختیار کر کے بھٹک گئے ہو۔ ہماری اِس ڈانٹ ڈپٹ اور دھمکی آمیز گفتگو سے عارضی طور پر اُن کا اپنی زبانیں بند کر لینا تو کسی حد تک ممکن ہے مگر کچھ ہی عرصہ بعد وہ اِسلامی تعلیمات سے مکمل طور پر باغی اور سرکش ہو جائیں گے۔ دِین سے اِس درجہ دُوری اور باغیانہ رَوِش کا واحد سبب پرانی نسل کا اپنی نئی نسل کے سامنے دینی تعلیمات اور اُن کے اَثرات کو جدید انداز اور عصری علم کی زبان میں بہتر طور پر پیش نہ کر سکنا ہے۔

وقت کا اہم تقاضا

نوجوانوں میں اِسلام کی عظیم رُوحانی تعلیمات کو واضح کرنے کے لئے یہ بات اِنتہائی اہم ہے کہ سلاسلِ طریقت اور خانقاہی نظام کے اربابِ فکر و نظر اپنی اولاد کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیں اور اُن کی تربیت صحیح نہج پر کریں تاکہ اِسلام کا رُوحانی ورثہ زمانے کی دست بُرد سے تباہ ہونے سے بچ جائے۔ اِس دورِ فتن میں بہت کم خانقاہیں اور رُوحانی خانوادے مادّیت کی یلغار سے محفوظ رہ گئے ہیں اور خال خال ہی ایسے رہ گئے ہیں جنہیں دیکھ کر اَسلاف کی یاد دل و دماغ میں تازہ ہو جائے۔ اکثر یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ خانقاہوں کی رُوحانی بنیاد منہدم ہو گئی ہے اور اَسلاف کے قائم کردہ اُن رُوحانی مراکز پر محض ظواہر پرستی ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے۔ اَیسے ہی حالات کے پیشِ نظر حکیم الامتؒ نے فرمایا تھا:

خانقاہوں میں کہیں لذّتِ اَسرار بھی ہے؟ مدرسوں میں کہیں رعنائیِ اَفکار بھی ہے؟

اولیاء اللہ کا مقام...... قرآن کی نظر میں

قرآنِ مجید کا انداز اور اُسلوبِ بیان اپنے اندر حکمت و موعظت کا پیرایہ لئے ہوئے ہے۔ اِسی موعظت بھرے انداز میں بعض اَوقات آیاتِ قرآنی کے براہِ راست مخاطب حضور سرورِ دوعالم ﷺ کی ذات ہوتی ہے لیکن آپ ﷺ کی وساطت سے پوری اُمت کو حکم دینا ہوتا مقصود ہے۔ قرآن مجید کی درج ذیل آیتِ کریمہ میں اللہ ربّ العزّت نے اپنے محبوب ﷺ سے اِرشاد فرمایا:

وَ اصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰکَ عَنْهُمْ ج تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِکْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰاهُ وَ کَانَ اَمْرُهُ فُرُطًا ٥

(الکہف، ۱۸: ۲۸)

(اے میرے بندے!) تو اپنے آپ کو اُن لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے ربّ کو یاد کرتے ہیں، اُس کی رضا کے طلبگار رہتے ہیں، تیری (محبت اور توجہ کی) نگاہیں اُن سے نہ ہٹیں۔ کیا تو (اُن فقیروں سے دھیان ہٹا کر) دُنیوی زندگی کی آرائش چاہتا ہے؟ اور تو اُس شخص کی اِطاعت بھی نہ کر جس کے دِل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اُس کا حال حد سے گزر گیا ہے ٥

اِس اِرشادِ ربانی میں حضور ﷺ کے توسط سے اُمتِ مسلمہ کے عام افراد کو یہ حکم دِیا جا رہا ہے کہ وہ اُن لوگوں کی معیت اور صحبت اِختیار کریں اور اُن کی حلقہ بگوشی میں دِلجمعی کے ساتھ بیٹھے رہا کریں، جو صبح و شام اللہ کے ذِکر میں سرمست رہتے ہیں

اور جن کی ہر گھڑی یادِ الٰہی میں بسر ہوتی ہے۔ اُنہیں اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے کسی اور چیز کی طلب نہیں ہوتی، وہ ہر وقت اللہ کی رضا کے طلبگار رہتے ہیں۔ یہ بندگانِ خدا مست صرف اپنے مولا کی آرزو رکھتے ہیں اور اُسی کی آرزو میں جیتے ہیں اور اپنی جان جاں آفریں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اللہ کے ولیوں کی یہ شان ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہونا چاہتے ہیں اُنہیں چاہئیے کہ سب سے پہلے وہ ان اولیاء اللہ کی صحبت اِختیار کریں۔ چونکہ وہ خود اللہ کے قریب ہیں اور اِس لئے اللہ تعالیٰ نے عامۃ المسلمین کو اُن کے ساتھ جڑ جانے کا حکم فرمایا ہے۔ مولانا رومؒ نے یہی قرآنی نکتہ اپنے اِس خوبصورت شعر میں یوں بیان کیا ہے:

ہر کہ خواہی ہم نشینی با خدا　　　　او نشیند در صحبت با اولیاء

''جو کوئی اللہ تعالی کی قربت چاہتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ اللہ والوں کی صحبت اختیار کرے''۔

غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ، حضرت شاہ رکن عالمؒ اور حضور داتا گنج بخشؒ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے خود کو اللہ کے قریب کر لیا تھا۔ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں ایسے ہی لوگوں کی صحبت اِختیار کرنے اور اُن سے اِکتسابِ فیض کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنی جو شخص اللہ کے ولی کی مجلس میں بیٹھے گا اُسے اللہ کی قربت اور مجلس نصیب ہو گی۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں نہ جنت کا لالچ ہے اور نہ ولایت کا، نہ کرامت کا شوق ہے اور نہ شہرت کی طلب، یہ نہ حوروں کے متمنی ہیں نہ قصور کے۔ اِن کا واحد مقصد اللہ کا دیدار ہے اور یہ فقط اللہ کے مکھڑے کے طالب ہیں۔ لہٰذا عام لوگوں کو تعلیم دی گئی کہ جو لوگ میرے (اللہ کے) مکھڑے کے طالب ہیں اُنہیں بھی اُن کا مکھڑا تکنا چاہیئے اور اپنی نظریں اُن کے چہروں پر جمائے رکھنا چاہئیں۔ جبکہ دُوسری طرف اللہ کی یاد سے غافل لوگوں سے دُور رہنے کا حکم دیا گیا:

وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا۔ (الکہف، ۱۸: ۲۸)

اور تو اُس شخص کی اِطاعت نہ کر جس کے دِل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔

اِسی طرح سورۂ انعام میں اِرشادِ ربانی ہوا: فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ○ (انعام، ۶: ۶۸)

پس تم یاد آنے کے بعد (کبھی بھی) ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھا کرو○

اِن آیاتِ مبارکہ میں یہ بات بالصراحت واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دُور ہٹانے والوں کے ساتھ نشست و برخاست سے بھی اِجتناب کیا جائے۔ اُس کی محبت اور توجہ کے حصول کے لئے طالبانِ حرص و ہوس اور بندگانِ دُنیا کی صحبت کو کلیتًا ترک کرنا اور اولیاء اللہ کی نسبت اور سنگت کو دِلجمعی کے ساتھ اِختیار کرنا نہایت ضروری ہے۔ بقول شاعر:

صحبتِ صالح تُرا صالح کند　　　　صحبتِ طالح تُرا طالح کند

اولیاء اللہ کی معیت کس لئے؟

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے کی بجائے اولیاء اللہ کی سنگت اور ہم نشینی اِختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ان کے سلسلے میں آنے، بیعت کرنے اور نسبت قائم کرنے کی شریعت میں کیا اہمیت ہے؟ چاہیئے تو یہ تھا کہ سارا معاملہ براہِ راست اللہ سے اُستوار کر لیا جاتا اور سیدھا اُسی سے تعلق اور ناطہ جوڑنے کی کوشش کی جاتی۔ آخر بندوں کو درمیان میں لانے اور اُنہیں تقرّب اِلی اللہ کے لئے واسطہ بنانے کی کیا ضرورت ہے جبکہ مقصودِ کل تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کی ذات ہے؟

یہ سوال آج کے دور میں دو وُجوہات کی بناء پر اِنتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ ایک اِس لئے کہ جوں جوں زمانہ آگے گزرتا

جارہا ہے رُوحانیت اور رُوحانی فکر مٹتا چلا جارہا ہے۔ مادّیت اور مادّی فکر دُنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیمات پر بھی غالب آتا جارہا ہے اور اچھے بھلے تعلیم یافتہ لوگ دِین اور مذہب کو بھی مادّی پیمانوں پر پرکھنے لگے ہیں۔ اِس سوال کی پیدائش کا دُوسرا بڑا سبب یہ ہے کہ آج کا دور بے عملی کے ساتھ ساتھ بدعقیدگی کا دور بھی ہے۔ مذہبی اور دینی حلقوں میں نام نہاد خالص توحید پرست طبقے اولیاء اللہ کی عظمت کے صاف منکر ہیں اور اُن سے منسوب تعلیمات کو شرک و بدعات کا پلندہ قرار دیتے ہیں۔ اُن کے نزدیک اِسلام کے رُوحانی نظام کی نہ تو شرعی اہمیت ہے اور نہ اِس کی کوئی تاریخی حیثیت ہی ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ راہِ راست سے بھٹک کر اولیائے کرام کی تعلیمات اور اُن کے عظیم سلسلوں اور نسبتوں سے دُور ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اِس طرح کی باتیں آج کل بڑی شدّت سے زور پکڑ رہی ہیں اور یہ سوال ذہنوں کو مسلسل پراگندہ (Confuse) کررہے ہیں کہ اولیاء و صوفیاء کو اللہ اور بندے کے مابین واسطہ ماننے کا ازروئے شریعت کیا جواز ہے! جب ہم اِس سوال کا جواب قرآنِ مجید سے پوچھتے ہیں تو وہ ہمیں صراحتاً بتاتا ہے کہ بندوں اور خدا کے درمیان اولیاء اللہ کو خود اللہ ربّ العزّت نے ہادی و رہبر کے طور پر ڈالا ہے۔ کسی اِنسان کی اِتنی مجال کہاں کہ وہ ایسی جسارت کر سکے! اِس بارے میں قرآن مجید کے الفاظ: ''وَ اصۡبِرۡ نَفۡسَکَ'' اِس حکم کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو ہدایت اِلیٰ اللہ کے لئے درمیانی واسطہ بنائے بغیر اور کوئی چارہ نہیں اور اللہ تعالیٰ تک رسائی کی یہی صورت ہے کہ اُس کے دوستوں سے لو لگائی جائے۔ جب اُن سے یاری ہو جائے گی تو وہ خود اللہ ربّ العزّت کی بارگاہ کا راستہ دِکھائیں گے۔

ازل سے سنتِ الٰہی یہی ہے

اللہ ربّ العزّت نے اپنی توحید کا پیغام اپنے بندوں تک پہنچانے کے لئے انبیاءؑ کو بھیجا، جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں ﷺ تک ہر دور میں اُس فریضۂ نبوت کو بطریقِ اَحسن سرانجام دیتے رہے۔ اِبتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ مخلوقاتِ عالم تک اپنا پیغام انبیاءؑ کی وساطت سے پہنچاتا رہا ہے۔ انبیاءؑ کی ظاہری حیات کے دور میں اُن کو اپنے اور بندوں کے درمیان رکھا اور اب جبکہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے تو اِسی کام کے لئے اولیاء اللہ کو مامور کیا جاتا رہا اور یہ سلسلہ تا قیامِ قیامت ابدالآباد تک جاری و ساری رہے گا۔

سلسلۂ اولیاء کا اِجراء

بابِ نبوت ہمیشہ کے لئے بند ہو جانے کے بعد فیوضاتِ الٰہیہ کی ترسیل و اِجراء کے نظام کو جاری و ساری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور مقرّب اولیائے کرام کا سلسلہ جاری فرما دیا۔ یہ اولیائے کرام درِ مصطفی ﷺ کی خیرات عامۃ النّاس میں تقسیم کرنے اور اُنہیں اللہ کی بارگاہ کا راستہ دِکھانے پر متعین ہیں۔ اُن سے فیض حاصل کرنا حکمِ ربانی کی تعمیل ہے۔ قرآنِ مجید میں حکمِ ربانی ہے:

وَ اصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَ الۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ ط وَ لَا تَعۡدُ عَیۡنٰکَ عَنۡهُمۡ۔ (الکہف، ۱۸:۲۸)

(اے میرے بندے) تو اپنے آپ کو اُن لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے ربّ کو یاد کرتے ہیں، اُس کی رضا کے طلبگار رہتے ہیں (اُس کی دید کے متمنی اور اُس کا مکھڑا تکنے کے آرزومند رہتے ہیں) تیری (محبت اور توجہ کی) نگاہیں اُن سے نہ ہٹیں۔

اِس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی بارگاہ تک رسائی کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا: ''اے لوگو! تم میرے اُن بندوں سے اپنا ناطہ جوڑ لو جو صبح و شام میری یاد میں سرمست رہتے ہیں اور جو میرے چمنستانِ الست سے جام پر جام لنڈھاتے ہیں اور میرے ذِکر میں اُن کے شب و روز عالمِ سرشاری میں بسر ہوتے ہیں''۔

اب جنہیں میری قربت درکار ہو اُن کے لئے ضروری ہے کہ میرے اِن خدا مست بندوں کی صحبت اور سنگت اِختیار کرلیں اور اُن بادہ کشوں کی مےٴسرمدی کی محفل میں آجائیں تا کہ اُنہیں بھی اُس سرور و نشاط آگیں شراب کے چند گھونٹ میسر آجائیں۔ اگر وہ نہیں تو فقط اس کی خوشبو سے جو سرشاری نصیب ہوگی وہ بھی کم نہیں۔

انتباہ!

یہ بات دیکھنے میں آئی ہے بعض نادان دوست اپنے ذاتی کاروبار میں تحریک اور قائد تحریک کا حوالہ دیکر لوگوں کو راغب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے تمام لوگ دروغ گوئی سے کام لیتے ہیں۔ نیز مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔ (ادارہ)

؎ گر مردِ مستہ ماں گر مرد، گر مرسے کم رسد بوئے رسد بوئے اُو گر کم رسد، رویتِ ایشاں بس است

پھر اِرشاد فرمایا: ''وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ'' یعنی اے پندارِ دُنیوی میں مست رہنے والے لوگو! میرے اِن بندوں سے اپنی نگاہیں نہ ہٹانا اور اُنہیں کبھی بنظرِ تحقیر نہ دیکھنا ورنہ اللہ تم سے اپنی نگاہیں ہٹالے گا اور تمہارا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ پھر فرمایا: ''تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا'' کیا تم اِس چندروزہ دنیا کی زیب و زینت کے اسیر رہنا چاہتے ہو اور آخرت کی نعمتوں کی طلب سے بیگانہ رہ کر زندگی گزارنے کے تمنائی ہو؟ خبردار! اگر اُخروی نعمتوں کے طلبگار ہو تو میرے بندوں کو اپنا مرکزِ نگاہ بنالو۔ اگر تم عارضی متاعِ حیات سے صرف نظر کر کے اُن کے خوشہ چیں بن جاؤ گے تو وہ تمہیں طالبانِ مولا اور طالبانِ آخرت بنادیں گے اور اگر اُنہیں تکنا چھوڑ دو گے اور اُن سے نظریں ہٹالو گے تو پھر مکروہاتِ دُنیا میں غرق ہو کر رہ جاؤ گے اور دُنیا کی محبت تمہیں ذِکرِ اِلٰہی اور یادِ آخرت سے بیگانہ کردے گی۔ پھر اِرشاد ہوا:

وَ لَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا. (الكهف، ١٨: ٢٨)

اور تو اُس شخص کی اِطاعت بھی نہ کر جس کے دِل کو ہم نے اپنے ذِکر سے غافل کردِیا ہے۔

خبردار! اُن لوگوں کی اِطاعت نہ کرنا جن کے دلوں کو ہم نے اپنے ذِکر سے غافل کردِیا ہے، اگر تم اُن کا کہنا مانو گے اور اُن کے پیچھے چلو گے تو ہم سے دُور ہو کر خُسْرَانٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ یعنی دُنیا و آخرت کی ہلاکت کے مستحق بن جاؤ گے۔

اِس آیت کریمہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ معرفت و قربِ اِلٰہی اور وصال باللہ کے لئے اللہ کا حکم ہے کہ اُس کے اُن نیک بندوں سے یک گونہ قلبی تعلق، صحبت اور معیت اِختیار کی جائے جو فیوضاتِ نبوت حاصل کرنے کا وسیلہ ہیں۔ پس متذکرہ بالا بحث سے یہ ثابت ہوا کہ جس طرح نبی کی ذات اُلوہی فیوضات حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے، اُسی طرح گروہ اولیاء بھی فیوضاتِ نبوت حاصل کرنے کا ذریعہ و وسیلہ ہے۔ ❀❀❀❀❀❀❀❀

الحدیث

خواب میں فیضانِ نبوت

علامہ محمد معراج الاسلام

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ لٰکِنَّ الْمُبَشِّرَاتِ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتِ؟ قَالَ رُؤْیَا الْمُسْلِمِ.

''بے شک نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے، اب ہمارے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں ہوگا۔ البتہ مبشرات کا سلسلہ باقی ہے۔ عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مبشرات کیا ہوتے ہیں؟ فرمایا: اس سے مومن کے خواب مراد ہیں۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ خواب کبھی مسلمان خود دیکھتا ہے اور کبھی اس کے بارے میں دوسرا مسلمان دیکھتا ہے۔

خواب کی حقیقت

دل خلاق عالم کی ایک انمول اور عجیب تخلیق ہے، جو بظاہر ایک چھوٹا سا لوتھڑا ہے مگر قدرت نے اس میں ایسی استعداد رکھی ہے کہ چودہ طبق اس میں سما سکتے ہیں۔ اگر عبادت و ریاضت کے ذریعے اس کی تربیت اور پرورش کی جائے تو اس میں روشنی آجاتی ہے اور وہ چراغ، ستارے، چاند یا سورج کی طرح چمکنے لگ جاتا ہے اور لوح سیمیں یا آئینے کی طرح شفاف ہوجاتا ہے۔ آئینے کی طرح صاف و شفاف چیز میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ اپنے سامنے آنے والی ہر چیز کا عکس لے لیتی ہے، اور وہ چیز اپنے رنگ و روغن، نقوش و خطوط اور احوال سمیت اس میں منعکس ہوجاتی ہے۔

دل کی طرح لوح محفوظ بھی قدرت کاملہ کی ایک عجیب تخلیق ہے۔ ماضی و مستقبل، ازل اور ابد، اپنی جزئیات سمیت اس میں نقش ہیں۔ قرآن پاک فرماتا ہے۔

کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنَاهُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ. یعنی ہر خشک و تر اس میں موجود ہے۔ اس کے احصاء و احاطہ سے کوئی شے خارج نہیں۔ عبادت کے نور اور ریاضت کی برکت سے جب آئینہ دل چمک اٹھتا ہے تو لوح محفوظ اس کے سامنے آجاتی ہے اور اس کے تمام علوم و معارف اس میں منعکس ہوجاتے ہیں لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جب لوح محفوظ

اور دل کے درمیان پڑے ہوئے پردے اٹھ جاتے ہیں۔ یہ پردے کیا ہے؟ اور کب اٹھتے ہیں؟ اس کی تفصیل یہ ہے۔

دل کے حجابات؟

غفلت کی حالت میں انسان جس طرح اپنی تمام تمناؤں اور ناتمام آرزوؤں کا اسیر ہوتا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں۔ خواہشات کی تکمیل کے لئے خطرات میں کودنے سے بھی دریغ نہیں کرتا اور پل کی خبر نہ ہونے کے باوجود سو برس کا سامان اکٹھا کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ ساز باز کرکے اور جھوٹ بول کر مال کماتا ہے اور عیش و آرام کو دوام بخشنے کی تدبیریں کرتا رہتا ہے۔ ان ہی بیہودہ تدبیروں اور بے معنی مصروفیتوں میں زندگی کی مدت گھٹتی رہتی ہے۔ فانی چاہتیں اور نفسانی خواہشیں اسے گناہوں کی ہر گندی وادی میں سرگرداں رکھتی ہیں مگر اسے کبھی احساس زیاں نہیں ہوتا اور نہ ہی کبھی اس کے کانوں پر جوں رینگتی ہے۔ وہ اپنے دنیاوی کاروبار میں مگن دنیاوی کامیابی کے سہانے سپنے دیکھتا رہتا ہے۔ اس کے حواس خمسہ دنیاوی دھندوں کے لئے ہمہ وقت کام کرتے رہتے ہیں اور اسے ایک لمحہ کے لئے بھی فارغ نہیں چھوڑتے بلکہ ہر وقت مصروف عمل رکھتے ہیں یہی دنیاوی مصروفیتیں، فانی چاہتیں، نفسانی خواہشیں اور بے ہودہ حرکتیں دل کے حجابات ہیں جو اس کے اور لوح محفوظ کے درمیان حائل ہوجاتے ہیں اور اسے مشاہدہ سے روک دیتے ہیں۔ اگر یہ دبیز پردے ہٹ جائیں تو انسان لوح محفوظ کے مطالعہ و مشاہدہ کے قابل ہوجاتا ہے اور روحانی بصیرت کے ساتھ اسے دیکھنے لگ جاتا ہے۔

حجابات کب اٹھتے ہیں؟

حجابات اٹھنے کی ایک صورت نیند ہے۔ نیند کی حالت میں انسان ہر قسم کی خواہشوں، دنیاوی سازشوں اور حرص و ہوس کی قید سے آزاد ہوتا ہے۔ اس وقت فانی چاہتیں بھی دامن گیر نہیں ہوتیں۔ کہتے ہیں: سویا ہوا اور مرا ہوا دونوں برابر ہوتے ہیں۔ نیند کی حالت میں وہ کسی پر دست درازی نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس پوزیشن میں ہوتا ہے کہ کسی کے حقوق چھینے یا اس کا مال غصب کرے، اسی طرح وہ غرور و تکبر اور حسد و عداوت کے جذبات سے بھی خالی ہوتا ہے۔ گویا حواس خمسہ معطل ہوتے ہیں اور سونے والے کو وہ معلومات مہیا نہیں کرتے جو بیداری کی حالت میں کرتے ہیں۔

ایک متقی، صفا پیشہ اور عبادت گزار انسان، جس کا دل آئینہ بن چکا ہو اور وہ لوح محفوظ کو دیکھنے کی پوزیشن میں ہو لیکن حواس خمسہ کے حجابات کی وجہ سے نہ دیکھ سکتا ہو، وہ جونہی نیند کی آغوش میں جاتا ہے اور قوائے حواس کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں، تو وہ حجابات دور ہوجاتے ہیں اور اس کا دل لوح محفوظ کے بالمقابل آجاتا ہے اور اس میں حقائق منعکس ہونے لگتے ہیں پھر جب بیدار ہوتا ہے تو دل کے پردے پر یہ انعکاس قائم رہتا ہے اور اسے یاد ہوتا ہے کہ میں نے یہ کچھ دیکھا ہے۔ اسی کو خواب کہتے ہیں۔

اسی لئے سرکار نبی کریم ﷺ نے پاک اور باوضو ہوکر سونے کا حکم دیا ہے تاکہ باطن کی پاکیزگی کے ساتھ ظاہری پاکیزگی بھی مل جائے اور لوح محفوظ تک رسائی کے لئے راہ ہموار ہوجائے کیونکہ یہ سارا کھیل ہی قلب ونظر، روح وجسم، ظاہر وباطن کی پاکیزگی کا ہے۔ اس ظاہری اور باطنی پاکیزگی کے ساتھ دیکھا گیا خواب بالکل سچا ہوتا ہے اور وہ بہت

جلد پورا بھی ہوجاتا ہے۔ بعض اوقات پاکباز انسان کو خواب میں فرشتہ بھی دکھائی دیتا ہے جو امور خیر میں اس کی مدد بھی کرتا ہے۔ یہ صرف حضور ﷺ کی خصوصیت ہے کہ خواب میں جو فرشتہ نظر آتا تھا وہ دن کے اجالے میں بھی سامنے آجاتا تھا۔ آج خواب میں دیدار، حصول فیض اور ہدایات لینے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نبوت کا دروازہ بند ہوگیا مگر نبوت کا فیض جاری ہے اور جو صاحبِ نسبت سعادت مند ہیں، وہ اب بھی خواب میں وہ سب کچھ پاتے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظاہری حیات میں پاتے تھے۔ اس فیضِ نبوت کی ایک حسین و ایمان افروز مثال پیش ہے۔

فیضِ نبوت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا خاندان، آسمانِ علم و ادب کا درخشاں سورج ہے جس کی خرد افروز کرنیں پورے برصغیر کو روشن کئے ہوئے ہیں بلکہ پوری دنیا کے دل ودماغ ان کے علم کے خوشہ چیں اور حکمت و بصیرت کے دریوزہ گر ہیں۔ انہوں نے اس خطے میں فقہ و اجتہاد اور عقل و دانش کا جو چراغ روشن کیا ہے وہ قیامت تک مینارہ نور بنا رہے گا اور اہل نظر کو شعور و آگہی کی راہوں سے آگاہ کرتا رہے گا۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے آباؤ اجداد شاہ عبدالرحیمؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ مروجہ علوم وفنون ہی کے ماہر نہ تھے بلکہ شرحِ صدر کی دولت سے بھی مالا مال تھے اور دلِ بینار رکھتے تھے، قرب وحضور کی منزلوں سے شناسا تھے اور بارگاہ نبوت تک رسائی رکھتے تھے اور براہ راست اس بارگاہ عالی سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کی سعادت وعزت سے بہرہ ور تھے۔ یہ وہ شان ہے جو خال خال افراد ہی کو نصیب ہوتی ہے اور جن کو نصیب ہوتی ہے وہ منتخب روزگار ہوتے ہیں اور شاہ عبدالرحیم ایک ایسا ہی انتخاب دلربا تھے جنہیں نگاہ نبوت نے چنا ہوا تھا اور خصوصی تربیت سے فیضیاب کیا ہوا تھا۔ وہ کیسے فیض یاب ہوئے اور نگاہ نبوت نے ان کی کیسے تربیت کی، یہ ایک حسین داستان ہے جس کی روح افروز تفصیلات ان کے عالی مرتبہ صاحبزادے جناب شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود بیان فرمائی ہیں۔

شاہ عبدالرحیمؒ ابھی بچے تھے، بارہ تیرہ سال عمر ہوگی کہ خواب میں حضرت زکریا علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اللہ کے نبی نے ان پر بے حد شفقت فرمائی، سینے میں انوار بھر دیئے اور ذکرِ اسمِ ذات کی اپنے خاص انداز میں تلقین فرمائی۔ اس نورانی عطا نے ان کے دل کی دنیا بدل دی، ہر وقت ذکر وفکر میں مشغول رہنے لگے، کثرت کار کے باوجود یہ ذکر ہر چیز پر غالب آگیا تا آنکہ آپ کے ساتھی طلباء اور حاضرین مجلس بھی اس کی شدت اور اس کے انوار کو محسوس کرنے لگے، انہیں سب سے زیادہ لذت اسی ذکر میں آتی تھی۔ اس میں پوری دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ مشغول ہوجاتے تھے اور لطف وسکون محسوس فرماتے تھے۔ دوسرے ذکر میں مشغول ہوتے تو یہ کیفیت نہیں رہتی تھی یہاں تک کہ ذکر نفی و اثبات بھی نہیں ہوتا تھا۔ اس چیز نے انہیں حیران کردیا، جناب عبدالرحیم، حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب کے پاس گئے جن کی روحانی توجہ کی زبردست اور فوری تاثیر کا اہل دل کے ہاں بڑا چرچا تھا، ان سے اپنی کیفیت بیان کی اور کہا کہ آپ بھرپور توجہ دیں تاکہ ذکر نفی و اثبات جاری ہوجائے۔

سید عبداللہ شاہ صاحبؒ نے بار بار توجہ فرمائی مگر کوئی فرق نہ پڑا انہوں نے کہا! نبوت کا عطا کردہ فیض پتھر پر

نقش کی طرح ہوتا ہے جسے بدلنا ممکن نہیں ہوتا۔ چونکہ جناب ذکریا علیہ السلام نے آپ کو ذکرِ اسم ذات کی تلقین فرمائی ہے اس لئے وہی ذکر باقی تمام اذکار پر غالب رہے گا، البتہ حضور پُرنور جناب نبی مکرم ﷺ اس معاملے میں تصرف فرما سکتے ہیں اور اپنی نگاہ فیض رساں اور توجہ خاص سے دوسرا ذکر بھی جاری کرسکتے ہیں، اگر آپ ذکر نفی و اثبات بھی جاری کرانا چاہتے ہیں تو حضور نبی مکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہوں اور وہاں اپنا مدعا بیان کریں۔

حقیقت کھل کر سامنے آ گئی تھی، اب اس بات کا انتظار رہنے لگا کہ وہ کب نگاہ رحمت فرماتے ہیں اور اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشتے ہیں۔ ایک روز درود شریف پڑھنے میں مصروف تھے، گوشہ تنہائی میں من کی دنیا آباد تھی اور وجد وکیف کا عالم طاری تھا کہ اچانک حجابات اٹھ گئے، فضائیں نور ونکہت سے معمور ہوگئیں اور ہر طرف سرور و انبساط کے شگوفے کھل اٹھے۔ اس عالم بے خودی میں دیکھا کہ آسمان سے انوار نازل ہونے لگے ہیں جیسے چاند نکل آیا ہو۔ رات تاریک تھی اور دنیا کی ہر چیز تاریکی کے دامن میں چھپی ہوئی تھی مگر روحانی چاندنی نے پوری کائنات کو منور کردیا اور پھر وہ نور بھری چاندنی شاہ عبدالرحیمؒ کی طرف بھی بڑھنے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان کے سر پر پہنچ گئی اور انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا، رگ و پے میں بجلیاں بھرگئیں۔ انہوں نے روحانیت کی فضاؤں میں اڑنا شروع کردیا، یہ سیرِ سماوات تھی جس نے بارگاہ نبوی تک پہنچادیا، دیکھا سرخ یاقوت کی مسجد ہے جس کی دیواروں پر زرنگار یاقوتی پردے لہرا رہے ہیں، ایسا پرنور سماں، روحانی سج دھج اور باوقار ماحول ہے جس کا الفاظ میں نقشہ نہیں کھینچا جاسکتا ہے، وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل دل کا حسین اجتماع ہے۔

اتنے میں اندر سے حضور غوث اعظمؒ اور خواجہ نقشبندؒ باہر تشریف لائے اور شاہ عبدالرحیمؒ کے پاس آ کر کھڑے ہوگئے۔ حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا! میرا خیال ہے میں اسے خصوصی فیض سے سرفراز کروں۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا چونکہ یہ میرے خلفاء کا تربیت یافتہ ہے اس لئے میں اسے فیض دیتا ہوں، حضور غوث اعظمؒ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ اسے فیضیاب کرلیں میں بھی اسے فیض نعمت سے حصہ عطا کروں گا۔

حضرت خواجہ نقشبندؒ، جناب شاہ عبدالرحیمؒ کو لے کر اندر چلے گئے۔ انہوں نے دیکھا، خلوت میں حضور نبی مکرم ﷺ تشریف فرما ہیں، سر مبارک جھکا ہوا ہے اور حالت مراقبہ میں ہیں، شاہ نقشبندؒ نے اندر جا کر شاہ عبدالرحیم کو حضور ﷺ کے قریب بٹھادیا۔ شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں، میرے دل میں خیال آیا، مجھے آگے کرکے اس لئے بٹھایا ہے تاکہ جب سرکار مراقبہ سے سر مبارک اٹھائیں اور مجھے دیکھیں تو پوچھیں اسے کون لایا ہے تو شاہ نقشبند عرض کریں: حضور! میں لایا ہوں۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ، شاہ عبدالرحیمؒ کے دل میں آنے والے اس خیال سے مطلع ہوگئے اور فرمایا: ہاں یہی وجہ ہے۔

تھوڑی دیر بعد حضور پرنور، والئی امت تاجدار کائنات ﷺ نے مراقبہ سے سر مبارک اٹھایا، انہیں دیکھ کر اظہار خوشنودی فرمایا اور پھر ذکرِ نفی و اثبات کی تلقین فرمائی۔۔۔ پھر جو اس پر اثرات مرتب ہوئے اسے وہی سمجھ سکتا ہے جس نے فیض پایا ہو اور اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ ور ہوا ہو۔

❁❁❁❁❁❁

دورہ صحیح البخاری

حصہ پنجم (۱)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا برمنگھم UK میں دورہ صحیح البخاری

کی پانچویں نشست میں علمی و تحقیقی درسِ حدیث

ترتیب وتدوین:
محمد یوسف (منہاجین)

گذشتہ اقساط کا خلاصہ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے دورہ صحیح البخاری کی پہلی نشست (اشاعت: ماہ نومبر 06، ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین) میں عقائد اہل سنت اور فقہ حنفی سے متعلق متعدد اشکالات کا ازالہ فرمایا۔ آپ نے اپنی ابتدائی گفتگو میں سند/ اسناد کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے اہل سنت پر شخصیت پرستی کا لیبل لگانے والوں کا علمی محاکمہ کیااورصحیح البخاری کے تراجم الابواب اوراحادیث الابواب کوبھی واضح کیا کہ ترجمۃ الباب، امام بخاری کا اجتہاد اور ان کی فقہ ہے نہ کہ حدیث مصطفی ﷺ۔ شیخ الاسلام نے صحیح البخاری کے تراجم الابواب پر بحث کرتے ہوئے رفع یدین، آمین بالجہر، قرأت خلف الامام اورامام اعظم پر ہونے والے دیگراعتراضات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ امام اعظم کی فقہ حنفی، احادیثِ صحیحہ پر قائم ہے۔

شیخ الاسلام نے دورہ صحیح البخاری کی دوسری نشست (اشاعت ماہ دسمبر06) میں بخاری شریف کی احادیث کی روشنی میں مقام ومحبتِ مصطفی ﷺ، تمثلِ ارواح، علم الغیب، حقیقتِ بدعت، شخصیت پرستی، محبتِ اولیاء، رویائے صالحہ، اصلاحِ قلب اور تصوف جیسے موضوعات پر عقلی ونقلی دلائل بیان فرمائے۔

دورہ صحیح البخاری کی تیسری نشست (اشاعت: ماہ جنوری وفروری 07ء) میں شیخ الاسلام نے ''کتاب العلم'' اور ''کتاب الوضوء'' کی متعدد احادیث کو موضوعِ بحث بناتے نبی کریم ﷺ کے اختیارِ تشریعی اوراس حوالے سے عقیدۂ صحابہ کرام، حضور ﷺ کی شان قاسمیت، معرفتِ مقام مصطفی ﷺ اور سوالاتِ قبر، زیارت روضہ رسول ﷺ و اولیائے کرام، عقیدہ توسل، منہاج السوی کی ضرورت و اہمیت، وسعتِ علم مصطفی، خواب و بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت، خدمت مصطفی ﷺ پر علم ومعرفت کا فیض اور آثار مصطفی ﷺ وفضلات مبارکہ سے حصول برکت پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔

دورہ صحیح البخاری کی نشست چہارم (اشاعت: ماہ مارچ و ماہ اپریل 07ء) میں شیخ الاسلام نے ''کتاب الوضو''، ''کتاب التیمم''، ''کتاب الصلاۃ''، ''کتاب الاذان''، ''کتاب الجمعہ''، ''کتاب العیدین''، ''کتاب الاستسقاء''، ''کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ'' اور ''کتاب السھو'' پر گفتگو فرماتے ہوئے معجزہ کی حقیقت، بشریتِ مصطفی ﷺ، حصول برکت، مقامِ ابراہیمؑ اور صوفیاء کے وجد و رقص کی حقیقت، موت وحیات میں اختیارِ نبی، تصرفات مصطفی، عید میلاد النبی، توسل اور دیگر امور کی تفصیلی وضاحت کی۔

كِتَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ مَّنْ تَبِعَ جنازَةً فَلا يَقْعُدُ حَتّٰى تُوضَعَ...

جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے تو جب تک لوگ اپنے کندھوں سے جنازہ زمین پر نہ رکھ دیں نہ بیٹھے۔

☆ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدُ حَتّٰى تُوْضَعَ.

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ کو زمین پر نہ رکھ دیا جائے''۔

بَابُ مَّنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ (جو شخص یہودی کے جنازے کیلئے کھڑا ہو)

☆ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّبِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِیُّ ﷺ وَقُمْنَا بِهٖ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِیٍّ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا.

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا ہمارے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ گزرا اس کو دیکھ کر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوگئے اور ہم بھی آپ ؐ کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ یہودی کا جنازہ تھا آپ ؐ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ''۔

☆ سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ لَيْلٰی قَالَ كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَّقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرُّوْا عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيْلَ لَهُمَا اِنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَیْ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّتْ بِهٖ جِنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِیٍّ فَقَالَ اَلَيْسَتْ نَفْسًا.

''عمرو بن مرہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے کہتے ہوئے سنا کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہما قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے ان پر ایک جنازہ کا گزر ہوا۔ وہ دونوں کھڑے ہوگئے ان سے کہا گیا یہ جنازہ اہل ارض یعنی اہل ذمہ کا ہے۔ ان دونوں نے کہا نبی اکرم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ ﷺ کھڑے ہوگئے۔ آپ ﷺ سے کہا گیا یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ ایک جان نہیں''۔

قیامِ تعظیم کا ثبوت

اس کے بعد امام بخاری ایک قول لائے ہیں۔

i. قَالَ زَكَرِيَّاءُ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰی كَانَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ وَّقَيْسٌ يَّقُوْمَانِ لِلْجَنَازَةِ.

''زکریا بن ابی زائدہ نے عامر بن شراحیل سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی کہ ابو مسعود اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہما جنازہ کے لئے کھڑے ہوئے تھے''۔

ان احادیث سے دو مسائل اخذ ہوئے ایک کا تعلق عقیدہ کے ساتھ ہے اور ایک کا تعلق آداب کے ساتھ ہے۔ عقیدہ کی جو فرع ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ نفس انسانی کے جنازہ کے احترام کے لئے قیام کا حکم دیا۔ لہذا اس سے قیامِ تعظیم کا ثبوت حاصل ہوا۔ پس جب جنازہ کی تعظیم میں قیام جائز ہے تو ذکر مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم میں قیام کرنا اس سے افضل و اولیٰ ہے، پس ذکر رسول ﷺ، ذکر ولادت رسول، نعت رسول ﷺ کے وقت اور اسی طرح صلحاء، مشائخ، صالحین کی آمد کے وقت تعظیماً اور تکریماً قیام اولیٰ و افضل ہے۔

بعض لوگوں کے ذہن میں قیام کے ناجائز ہونے کے بارے جو غلط تصور راسخ ہے ان کے ہاں اس کی دلیل یہ تصور کی جاتی ہے کہ قیام کا مطلب عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کی ہی کی جاتی ہے لہذا اللہ کے سوا کسی اور کے لئے قیام ناجائز ہوگا۔ یاد رکھ لیں کہ قیام ہمیشہ بغرض عبادت نہیں ہوتا اس لئے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَات. ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔ لہذا قیام کرتے وقت جس کی نیت کی جائے گی وہی قیام متصور ہوگا۔ اگر عبادت کی بنیت ہو تو پھر قیام عبادت ہے نیز یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ غیر خدا کے لئے کبھی قیام عبادت کی غرض سے نہیں ہوتا۔ قیام، تعظیم کے لئے کرنا سنت ہے۔۔۔ قیام، محبت کے اظہار کے لئے کرنا بھی سنت ہے، صحیح بخاری میں ہے حضور ﷺ قبا سے مدینہ تشریف لے جا رہے تھے کہ محلہ بنی نجار سے گزرے، عورتیں اور بچے ایک شادی سے واپس آ رہے تھے، ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کو دیکھ کر وہ نعتیہ کلام پڑھنے لگے ان کو دیکھ کر حضور ﷺ نے قیام فرمایا اور ان کے پڑھنے کو دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کیوں کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ''مجھے بھی تم سے محبت ہے'' علامہ عسقلانی، امام عینی، امام کرمانی اور تمام آئمہ حدیث و شارحین نے لکھا کہ یہاں قیام فرحت تھا، قیام مسرت تھا۔ گویا کبھی خوشی کا قیام ہے، کبھی تعظیم کا قیام ہے، کبھی استقبال کا قیام ہے جیسے فرمایا:

فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِیْ. ''جب مجھے گھر سے باہر نکلتا دیکھو تو قیام کیا کرو''۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جب حبشہ سے واپس آئے اس وقت حضور ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ دور سے حضور ﷺ نے انہیں اور انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا۔۔۔ نگاہوں سے نگاہیں ملیں۔۔۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ خوش ہو کر مجھے دیکھ رہے ہیں پس کیف و سرور کی کیفیت نے ان پر وجد طاری کر دیا اور وہ خوشی کا اظہار کرنے کے لئے وجد میں آ کر رقص کرنے لگ گئے۔ حضور ﷺ نے ان کی محبت کو دیکھا تو اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور آگے بڑھ کر پیشانی چوم لی۔ محدثین نے لکھا کہ حضور ﷺ کا یہ عمل ''قیام محبت'' ہے۔

پس جب ہم حضور ﷺ کے لئے قیام کرتے ہیں تو یہ گمان کرنا غلط ہے کہ معاذ اللہ قیام کرنے والا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اب ولادت ہوئی ہے۔۔۔ کوئی جاہل بھی یہ تصور نہیں کر سکتا کیونکہ ولادت تو 15 صدیاں قبل ہو چکی۔۔۔ اس محفل میں ولادت نہیں ہوئی بلکہ اس محفل میں ذکر ولادت ہوتا ہے۔ لہذا حضور ﷺ کے ذکر ولادت پر جو قیام ہوتا ہے وہ قیام فرحت ہے یا قیام تعظیم ذکر ہے یا وہ قیام محبت ہے۔۔۔ بہر طور قیام کرنا سنت ہے۔

بَابُ حَمْلِ الرِّجَالِ الْجِنَازَةَ دُوْنَ النِّسَآءِ (مردوں کا جنازہ اٹھانا سوا عورتوں کے)

☆ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا وُضِعَتِ الْجِنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا اَيْنَ يَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ.

''سعید مقبری اپنے باپ (کیسان) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میت کو چارپائی پر رکھ دیا جائے اور اسے مرد اپنے کندھوں پر اٹھالیں اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے مجھے (جلدی) آگے لے چلو اور اگر بد ہو تو کہتا ہے ہائے افسوس مجھے کہاں لے جا رہے ہیں۔ انسان کے سوا اس کی آواز کو ہر چیز سنتی ہے اور اگر (اس کی آواز کو) انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے''۔

سماع و کلامِ موتیٰ کا ثبوت

اس حدیث مبارکہ سے سماع موتیٰ کا تصور واضح ہورہا ہے کہ مردے سنتے ہیں۔ نیک اور صالح میت کے اس قول قَدِّ مُوْنِی ''مجھے جلدی لے چلو'' سے یہ ثابت ہورہا ہے کہ میت کو صرف سماع کی طاقت ہی حاصل نہیں بلکہ لوگوں کی رفتار تک کا شعور بھی ہے، وہ مزید تیز جانا چاہتی ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ پہنچتے ہی دیدار مصطفیٰ ﷺ ہونے والا ہے، وہ اس لمحے میں تاخیر گوارا نہیں کرتی۔ پس اس حدیث مبارکہ سے ہر میت کا بلا تخصیص و بلا امتیاز پہچاننا، شعور، بولنا اور سننا بھی ثابت ہورہا ہے۔ شارحین و محدثین نے اس پر بحث کی ہے کہ آیا روح بولتی ہے یا جسم بولتا ہے پس یہاں مراد روح مع الجسم ہے یعنی اپنی زبان سے بولتی ہے اور اس کی آواز، ہر جانور، چرند پرند سنتے ہیں، صرف انسان کو اس آواز کے سننے، سمجھنے کی توفیق نہیں دی گئی۔ کہنے والی روح ہوتی ہے جو اس کے بدن کے ساتھ کہتی ہے۔

پس جب ہر میت مرنے کے بعد سنتی ہے۔۔۔ ہر میت کلام کرتی ہے۔۔۔ صالح و غیر صالح ہر ایک میت کا سماع بھی ثابت ہے تو کجا ہر میت کا کلام اور سماع اور کجا تاجدار کائنات ﷺ کا سماع و کلام کہ جن کے قدموں کے صدقے ہر صاحب حیات کو حیات ملی۔

امام بخاری اس حدیث کے بعد بَابُ سُرْعَةِ بِالْجِنَازَةِ کے تحت بھی یہی حدیث لائے ہیں اور اس سے بھی ''سماع موتیٰ'' ہی ثابت ہے۔ اس کے بعد امام بخاری بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجِنَازَةِ قَدِّ مُوْنِی کے تحت بھی یہی حدیث لائے ہیں۔ گویا امام بخاری نے سماع موتیٰ اور کلام موتیٰ پر ابواب قائم کئے۔ اس بابت تمام ابہام اور اشکالات کو رفع فرمادیا۔ اب ان احادیث مبارکہ کی روایت سے امام بخاری کا سماع موتیٰ کے حوالے عقیدہ سے معلوم ہوا۔

بَابُ الْمَيِّتُ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ (مردہ جوتوں کی آواز سنتا ہے)

☆ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَلْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتُوُلِّیَ وَذَهَبَ اَصْحٰبُهٗ حَتّٰی اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَاَقْعَدَاهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ انْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِکَ مِنَ النَّارِ اَبْدَلَکَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ.

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جب بندہ مومن اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے (اور دفن کے بعد) اس سے منہ پھیر کر اس کے ساتھی (واپس) جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے (منکر اور نکیر) آتے ہیں اور اس کو بٹھالیتے ہیں اور وہ دونوں اس کو کہتے ہیں اس شخص کے حق میں تو کیا کہتا تھا یعنی محمد ﷺ کے بارے۔ وہ بندہ مومن کہے گا میں گواہی دیتا ہوں وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔ اس سے کہا جاتا ہے جہنم میں جو تیری جگہ تھی اس کو دیکھ لے اللہ تعالیٰ نے تیری اس جگہ کو جنت میں بدل دیا ہے''۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہورہا ہے کہ ہر میت کو بلا تفریق و امتیاز سماع لوٹا دیا جاتا ہے، کتنے تعجب کی بات ہے کہ احادیث صریح، احادیث صحیحہ، تواتر اور کثرت طرق کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ میت جوتوں کی آہٹ کی آواز بھی سنتی ہے، اس صراحت کے بعد ''سماع موتیٰ'' یا حضور ﷺ اور اولیاء و صالحین قبروں میں سنتے ہیں یا نہیں اس پر بحث کرنا عجیب تر بات معلوم ہوتی ہے۔ انبیاء و اولیاء تو درکنار ہر میت آواز کو سنتی ہے، حتی کہ جوتوں کی آہٹ بھی سنتی ہے۔

بعض احباب یہ کہتے ہیں کہ اس وقت اسے سماع مل جاتا ہے اور بعد ازاں یہ قوت سماع واپس لے لی جاتی

ہے۔ اس وقت ملنا اور بعد میں پھر واپس لے لیا جانا اس پر کوئی نص ثابت نہیں ہے۔۔۔ اور یہ بات ذہن میں رہے کہ بغیر مخصص کے عام کی تخصیص نہیں ہوتی۔ حدیث سے تو اتنا ثابت ہے کہ وہ سنتا ہے مگر پھر سننے کے بعد اس کے سماع کو واپس لے لیا جائے اس پر کوئی حدیث وارد نہیں ہے۔

اس حدیث میں مذکور معرفت مصطفیٰ کے سوال پر گفتگو نشست سوم میں ہو چکی ہے، تفصیل کے لئے شمارہ مارچ 2007ء ملاحظہ کریں۔

اس میت سے پھر سوال کیا جاتا ہے مَاکُنْتَ تَقُوْلُ فِی هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ''اس ہستی محمد ﷺ کے بارے میں تو کیا کہا کرتا تھا''۔۔۔ جب تو دنیا میں کتابیں لکھتا تھا، وعظ و خطاب کرتا تھا، مناظرے کرتا تھا، بیان کرتا تھا، تبلیغ کرتا تھا، اس وقت کی بات بتا، آج کی نہیں۔۔۔ آج تو سامنے ہیں۔۔۔ کیا کہا کرتا تھا؟۔۔۔ پس محبت و اتباع کے ذریعے حضور ﷺ کی ذات سے معرفت، جس نے یہاں پیدا کرلی ہوگی اس کو توفیقِ معرفت وہاں نصیب ہوگی۔

حضور ﷺ کو پہچاننے کے بعد عین اسی لمحے اسے ایک طرف دوزخ دکھائی جاتی ہے اور دوسری طرف جنت دکھائی جاتی ہے، میت کو کہا جاتا ہے اُنْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِکَ مِنَ النَّارِ ''دیکھ! اگر تو حضور ﷺ کو نہ پہچانتا تو تیرا ٹھکانہ دوزخ تھا''۔۔۔ لیکن چونکہ تجھے معرفت محمدی ﷺ نصیب ہوگئی، تو نے حضور ﷺ کو پہچان لیا۔۔ اَبْدَلَکَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ ''اللہ نے اس معرفت کے سبب سے تیرے اس دوزخ کے ٹھکانے کو جنت سے بدل دیا''۔

پس رسول ﷺ کی معرفت سے دوزخ بھی جنت میں بدل رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ جنت کا ملنا، اعمال پر موقوف نہیں بلکہ معرفت مصطفیٰ ﷺ پر موقوف ہے۔۔۔ اعمال اس معرفت کی صلاحیت دینے میں معاون ہوں گے، اس کے تابع ہوں گے مگر جنت کا فیصلہ حضور ﷺ کی معرفت پر ہی ہوگا۔

بَاب مَنْ اَحَبَّ الدَّفْنَ فِی الْاَرْضِ

(جس شخص نے مقدس زمین یا اس جیسی زمین میں دفن ہونے کو پسند کیا)

☆ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُرْسِلَ مَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَام فَلَمَّا جَائَهُ صَکَّهُ فَرَجَعَ اِلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَیْنَهُ وَقَالَ ارْجِعْ فَقُلْ لَهُ یَضَعُ یَدَهُ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِکُلِّ مَا غَطَّتْ بِهٖ یَدُهُ بِکُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ اَیْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ فَسَاَلَ اللّٰهَ اَنْ یُّدْنِیَهُ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْیَةً بِحَجَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَوْ کُنْتُ ثَمَّ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَهُ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ.

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ملک الموت (عزرائیل) کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا۔ جب حضرت عزرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے اسے ایک طمانچہ رسید کیا۔ عزرائیل اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ گیا اور عرض کیا (اے اللہ) تو نے مجھے اپنے ایک ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو موت نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آنکھ کو واپس (اپنی جگہ) پر لوٹا دیا اور فرمایا واپس ان کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھیں تو جتنے بال ان کا ہاتھ ڈھانپ لے گا ہر بال کے عوض ایک سال ان کو عمر دے دی جائے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار پھر اس کے بعد کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر موت، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تو موت ابھی آجائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا

کہ مجھے پتھر پھینکنے کی مقدار ارض مقدسہ (بیت المقدس) کے قریب کردے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو راستے کی ایک جانب سرخ ٹیلے کے پاس ان کی قبر تمہیں دکھاتا''۔

موت وحیات میں اختیار

موسیٰ علیہ السلام کی طرف ملک الموت کو روح قبض کرنے کے لئے بھیجا گیا، چونکہ ہر نبی کو وفات سے قبل اختیار دیا جاتا ہے کہ موت وحیات دونوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرلے۔ ہم مرتے ہیں اس لئے کہ مرنے پر مجبور ہیں جبکہ نبی کی وفات مختاری کی ہے۔ نبی، وفات کو اختیار فرماتے ہیں۔ یہ اللہ کا اذن ہے۔ اس لئے میں نے نشست چہارم (شمارہ اپریل 07) میں یہ شق سمجھائی تھی کہ موت ہمیں فنا کرے تو بات سمجھ میں آسکتی ہے اس لئے کہ ہم موت کے سامنے مجبور ہیں۔۔۔ لیکن موت، نبی کی حیات کو کیسے فناء کرسکتی ہے کیونکہ نبی نے تو موت کو خود قبول کیا ہے اور وہ نبی کے اختیار کے تابع ہے۔

مذکورہ حدیث مبارکہ میں ملک الموت نے موسیٰ کے سامنے روح قبض کرنے کا ذکر کیا۔ موسیٰ علیہ السلام جلالی طبیعت کے مالک تھے، جس انداز سے ملک الموت نے بات کی، آپ کو پسند نہ آئی، ایک تھپڑ مارا اور ملک الموت کی آنکھ نکال دی۔ نص حدیث سے جو عقیدہ پر استدلال کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب ملک الموت اللہ کی بارگاہ میں واپس گئے اور اس وقت جو جملہ انہوں نے بولا وہ قابل توجہ ہے۔۔۔ جملہ، ملک الموت کا ہے۔۔۔ روایت حضور ﷺ نے فرمایا۔۔۔ اور تخریج امام بخاری کی ہے۔ ملک الموت نے کہا۔

اَرْسَلْتَنِیْ اِلیٰ عَبْدٍ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ.

''اے اللہ تو نے مجھے ایک ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنا چاہتا ہی نہیں''۔

یہ ملک الموت کا عقیدہ ہے کہ نبی چاہے تو وفات کو اختیار کرے۔۔۔ چاہے تو موت کو واپس رد کردے۔ پس اس سے اختیار مصطفیٰ ﷺ بھی ثابت ہورہا ہے۔

عقیدہ کے باب میں ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ فرشتہ چونکہ انسانی صورت میں آیا تھا۔ لہٰذا اس سے تمثل ارواح اور تجسد ارواح کا اثبات ہورہا ہے کہ جب کوئی انسانی شکل میں آئے، تمثل اور تجسد ہو تو پھر اسی جسد کے احکام وارد ہوتے ہیں۔۔۔ اگر اپنی اصل حالت نور میں ملک الموت ہوتے تو نہ تھپڑ لگتا، نہ آنکھ نکلتی لیکن چونکہ انسانی، جسمانی، بشری پیکر کی شکل میں آئے تھے لہٰذا اس وقت وہی احکام وارد ہوئے۔

یہاں ایک وجدانی بات عرض کردوں کہ لگتا ہے موسیٰ علیہ السلام کو اس بات پر ناراضگی نہیں ہوئی ہوگی کہ مجھ سے یوں کیوں کہا ہے۔۔۔ ان کو معلوم تھا کہ میرے بعد نبی آخرالزمان ﷺ بھی آرہے ہیں اگر بات کرنے کا ڈھب یہ ہے تو میں تو گوارا کرلوں گا کہیں بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں اس انداز سے بات نہ کردینا۔ گویا انہوں نے تربیت کی تھی، تادیب کی تھی کہ اس بارگاہ میں اس طرح ایسی بات نہ کہہ دینا۔

بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الشَّھِیْدِ

☆ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ یَوْمًا فَصَلّٰی عَلٰی اَھْلِ اُحُدٍ صَلَاتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ وَاَنَا شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْاٰنَ وَاِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوا بَعْدِیْ وَلٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ

تَنَافَسُوا فِيهَا.

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ ایک دن باہر نکلے اور احد میں شہید ہوجانے والوں پر نماز پڑھی جیسا کہ آپ میت پر نماز پڑھتے تھے پھر آپ منبر شریف کی طرف واپس تشریف لائے (اور منبر پر جلوہ افروز ہوکر) فرمایا میں تمہارے لئے (فرط) مقدم ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور اللہ کی قسم میں اپنے حوض کو اب دیکھ رہا ہوں اور زمیں کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دی گئی ہیں یا فرمایا زمین کی کنجیاں اور بے شک میں اللہ کی قسم تم پر شرک کرنے کا خوف نہیں رکھتا لیکن مجھے تم پر یہ خوف ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگ جاؤ گے''۔

زیارتِ مزاراتِ اولیاء وشہداء اور عرس

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے وصال سے ایک سال قبل ہمیں ساتھ لیا اور احد کے شہداء کے مزارات پر گئے۔ شارحین حدیث نے علی التحقیق لکھا ہے کہ یہ حضور ﷺ کے وصال والے سال کا واقعہ ہے، چونکہ یہ حدیث آگے بھی بخاری میں روایت کی گئی ہے جس میں صحابی کہتے ہیں کہ منبر پر خطاب کرتے ہوئے یہ آخری منظر تھا جو ہم نے حضور ﷺ کو دیکھا۔ حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایسے صلاۃ پڑھی جیسے الوداع کرنے والا پڑھتا ہے۔ اس پر محدثین نے کہا کہ یہ آخری سال کا واقعہ ہے گویا اس وقت جب آپ ﷺ اُن کے مزارات پر تشریف لائے شہدائے احد کو 8 سال بیت چکے تھے۔

حضور ﷺ نے تمام صحابہ کو ساتھ لیا اور ایک پورا اجتماع شہدائے احد کی زیارت کے لئے گیا۔

پس اجتماعی طور پر مزارات کی زیارت کو جانا سنت رسول ﷺ ہے۔

آپ کے ساتھ سینکڑوں صحابہ تھے جنہیں آپ ﷺ نے خطاب کیا۔

گویا سینکڑوں صحابہ کا اجتماع ہوا۔۔۔ پس مزار ولی اور مزار شہید پر سینکڑوں کا اجتماع اور زیارت کرنا یہ بھی سنت ہے اور اسی کو عرس کہتے ہیں۔ گویا حضور ﷺ نے شہدائے احد کا عرس منایا تھا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس سے عرس کہاں سے ثابت ہے؟ حدیث کا اگلا حصہ اس امر کو واضح کررہا ہے کہ

جب آپ نے وہاں نماز پڑھ لی یا دعا فرمالی (شارحین حدیث کے ہاں دونوں معنٰی آئے ہیں) ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْمِنْبَرِ ''آپ ﷺ منبر کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر پر قیام فرما کر خطاب کیا''۔

چونکہ منبر پر کھڑے ہوکر خطاب کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کی تعداد کثیر تھی کیونکہ اگر تعداد کم ہوتی تو منبر پر قیام فرما کر خطاب کی ضرورت و حاجت نہ تھی۔۔۔ جب منبر پر قیام فرمایا تو اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کی کثیر تعداد آپ ﷺ کے ہمراہ تھی اور ان تمام کو ساتھ لے کر مزارات شہدائے احد پر آئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شہدائے احد کی قبروں پر منبر کہاں سے آیا؟۔۔۔ معلوم ہوتا ہے کہ منبر ساتھ لے کر گئے تھے یا منگوایا گیا تھا۔۔۔ گویا جاتے ہوئے یہ ارادہ تھا کہ صرف زیارت ہی نہیں ہوگی بلکہ خطاب بھی ہوگا۔

پس مزار کی زیارت ہو۔۔۔ سینکڑوں کا اجتماع ہو۔۔۔ منبر لگے۔۔۔ اور منبر پر خطاب ہو۔۔۔ یہ تمام اجزاء مل جائیں تو اس کو عرس کا نام دیا جاتا ہے۔

پس حضور ﷺ نے وفات سے قبل آداب سکھا دیئے کہ شہداء، اولیاء، صالحین کے مزار پر جانا، ان کی اجتماعی زیارت کرنا، خطاب کرنا، ذکر و تذکیر اور وعظ و نصیحت کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

اس موقع پر حضور ﷺ کے خطاب کا موضوع کیا تھا؟۔۔۔ اس موقع پر خطاب میں حضور ﷺ نے اپنے فضائل اور

مناقب بیان کئے۔ آپ نے احکام وشریعت میں سے کوئی مسئلہ بیان نہیں کیا بلکہ خطاب شان مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر تھا۔

فرمایا۔ لوگو! میں تم سے پہلے جارہا ہوں تاکہ آگے تمہاری بخشش کا انتظام کروں، میں وہاں تمہارا استقبال کروں گا۔۔۔ اِنِّیْ فَرَطٌ لَکُمْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ حَیَاتِیْ خَیْرٌلَّکُمْ وَمَمَاتِیْ خَیْرٌلَّکُمْ ''میں تم میں تھا تب بھی تمہیں فیض دیتا رہا، اب آگے جارہا ہوں، وفات بھی تمہارے لئے باعث فیض ہوگی، تمہیں بخشوانے کا سامان کرنے جارہا ہوں۔

ربط بین الالفاظ کے ذریعے حدیث کو پڑھیں۔۔۔ پہلا جز یہ تھا کہ اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ اس میں اپنے وصال اور آخرت میں صحابہ وامت کی شفاعت کا اشارہ موجود ہے کہ تمہاری شفاعت کا بندوبست کرنے جارہا ہوں۔۔۔ اس کے بعد فرمایا وَاَنَا شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ... اور یہ نہ سمجھنا کہ میں رخصت ہوگیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ پھر بھی تمہیں دیکھتا رہوں گا۔ تمہارے اوپر گواہ رہوں گا، نگہبان رہوں گا۔۔۔ فَرَطٌ لَّکُمْ اور شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ کے درمیان ایک معنوی ربط ہے۔۔۔ فَرَطٌ لَّکُمْ وصال کی خبر دے رہا ہے اور شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ اشارہ دے رہا ہے کہ کہیں یہ نہ سمجھنا کہ اب میں نہیں رہا۔۔۔ نہیں۔۔۔ بلکہ میں تم پر نگہبان رہوں گا، تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوتے رہیں گے۔۔۔ تمہارے درود وسلام پیش ہوتے رہیں گے میں تمہارے اعمال نیک و بد سے خوش وغمزدہ ہوتا رہوں گا اور ہر لحہ تم سے باخبر رہوں گا۔ پھر فرمایا:

وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْاٰن.

اس تیسرے جملے میں خوشخبری دی کہ ایک حوض، حوض کوثر ہے اور میں اس وقت اس حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔۔۔ یہ حوض، جنت میں ہے مگر اس کا ظہور قیامت کے دن ہوگا اور یہ حقائق غیبیہ میں سے ہے۔۔۔ مگر حضور ﷺ مدینہ کی سرزمین پر کھڑے ہوکر اسی لمحے اس حوض کوثر کا مشاہدہ بھی فرمارہے ہیں جو جنت میں ہے یا جو قیامت کے دن ظاہر ہونے والا ہے۔۔۔ گویا وہاں کھڑے ہوکر حضور ﷺ جنت بھی دیکھ رہے ہیں اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن کا منظر بھی دیکھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا:

وَاِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْض اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ.

''اور زمین کے سب خزانوں کی ساری چابیاں مجھے عطا کردی گئی ہیں''۔

''مَفَاتِیْح'' جمع منتہہ الجموع ہے اور ''خزائن'' بھی جمع ہے۔ ''مفاتیح'' اور ''خزائن'' آپس میں مضاف اور مضاف الیہ ہیں، جب مضاف و مضاف الیہ دونوں جمع ہوں نیز مضاف جمع منتہہ الجموع ہو یعنی جمع کی اضافت جمع پر ہو تو یہ استغراق کلی کا فائدہ دیتا ہے، کلیت پر دلالت کرتا ہے۔ گویا حضور ﷺ بتارہے ہیں کہ جتنی قسموں کے خزانے ہیں اور ان کی جتنی چابیاں ہیں، رب نے مجھے عطا کردی ہیں۔ گویا خزانوں کے مالک بھی حضور ﷺ ہیں اور چابیوں کے مالک بھی حضور ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

وَعِنْدَہٗ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ. (الانعام: ۵۹)

''اور غیب کی کنجیاں (یعنی وہ راستے جس سے غیب کسی پر آشکار کیا جاتا ہے) اس کے پاس (اس کی قدرت و ملکیت میں) ہیں''۔ (اس کی تفصیل نشست دوم میں بیان کی جاچکی ہے تفصیل کے لئے شمارہ دسمبر 06ء ملاحظہ کریں)

چابی اس لئے ہوتی ہے کہ جس جس کو دینا ہوتا ہے اس کو کھول کر دیا جائے غیروں کے لئے تالا ہوتا ہے اور اپنوں کے لئے چابیاں ہوتی ہیں۔ پس حضور ﷺ نے بھی امت کے لئے اشارہ فرمادیا کہ زمین کے کل خزانوں کی کل چابیاں مجھے دی ہیں۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ ''تم میرے قدموں سے جڑ جاؤ، جس کو طلب ہوگی، صدق کا تعلق ہوگا اس کو خزانوں سے بھردوں گا''

مَفَاتِیْحَ الْاَرْض میں مستقبل میں فتوحات اسلام کی طرف بھی اشارہ ہے نیز اس سے عرب کی سرزمین سے نکلنے والے تیل کی طرف بھی اشارہ ہے۔ یہ بات بغیر دلیل کے نہیں ہے، امام حجر عسقلانی بھی اس بابت ارشاد فرماتے ہیں کہ

یہ سرزمین عرب کے تیل و معدنیات کی طرف اشارہ ہے۔۔۔ پس جو کچھ زمین سے نکلا، حضور ﷺ نے 1400 سال قبل بیان فرمادیا اور اب جس جس وقت میں جو کچھ بھی ظاہر ہوگا اور جو اس میں سے کھائے گا وہ حضور ﷺ کے قدموں کا صدقہ کھائے گا۔۔۔ مانے یا نہ مانے یہ الگ بات ہے مگر ہر کوئی مصطفیٰ ﷺ کے قدموں کا صدقہ ہی کھائے گا۔

سوادِ اعظم پر شرک کے فتوے لگانے والوں کیلئے مقام غور!

حضور ﷺ نے شہدائے احد کی زیارت کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے آخری حصے میں فرمایا۔

وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَیْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِیْ.

''خدا کی قسم! مجھے اس بات کا کوئی خوف نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کرو گے''۔

حضور ﷺ کی امت کو مشرک قرار دینے والے غور کریں۔۔۔ حضور ﷺ کی امت پر شرک کا اتہام/تہمت لگانے والوں کیلئے مقام غور ہے کہ حضور ﷺ نے قسم کھائی کہ مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔

وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا.

''بلکہ اس بات کا خوف ہے کہ تم دنیا طلبی اور دنیا کی اغراض میں پھنس جاؤ گے'' دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا کہ دنیا کی وجہ سے ہلاکت میں چلے جاؤ گے''۔

یہاں ایک جزئیہ سمجھنے والا ہے۔ بعض احباب یہ کہہ سکتے ہیں کہ شرک کے خوف کا نہ ہونا یہ صرف صحابہ کرام کی طرف اشارہ ہے کہ وہ شرک سے مستثنیٰ اور مبراء تھے۔۔۔ اور ہمیں مبراء نہیں کیا کہ امت شرک میں مبتلا نہ ہوگی۔۔۔ ایک لمحہ کے لئے اس سوال کو میں قبول کرتا ہوں اب اس کا جواب سنیں۔۔۔ ''ولکن'' (لیکن) کے آنے کی وجہ سے جملے کے دونوں اجزاء ایک ہی جملہ ہوں گے۔۔۔ مجھے اس بات کا کوئی خوف نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرو گے بلکہ یہ خوف ہے کہ تم دنیا پرستی کرو گے۔۔۔ اس جملے کو صرف صحابہ کے دور تک محدود کرنے والے غور کریں کہ اگر صحابہ کے ساتھ شرک کے خوف کا نہ ہونا خاص کرنا ہے تو صرف شرک کے خوف کا نہ ہونا ہی صحابہ کے ساتھ خاص نہ ہوگا بلکہ پھر دنیا پرستی کا الزام بھی ان کے ساتھ خاص ہوگا کیونکہ حضور ﷺ نے دو باتیں کہیں۔

۱۔ عدم شرک ۲۔ دنیا پرستی

اب یہاں دو امکان ہیں کہ یہ بات یا تو جمیع امت کے لئے فرمائی ہے یا صرف صحابہ کرام کے لئے ہے۔۔۔ اگر جمیع امت کے لئے ہے تب بھی دونوں جزء ہیں، کامل جملہ منسوب کیا جائے گا۔۔۔ اور اگر صرف صحابہ کے لئے ہے تب بھی دونوں جزء، کامل جملہ منسوب کیا جائے گا۔۔۔ کیونکہ ''ولکن''،''لیکن'' کے بغیر جملہ مکمل نہیں ہوگا۔ پس حدیث مبارکہ میں موجود شرک کے خوف کا نہ ہونا صرف صحابہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جمیع امت کے لئے ہے۔ پس معنی یہ ہوگا کہ اے میری امت مجھے تمہارے بارے شرک کا خوف تو نہیں مگر یہ خوف ہے کہ دنیا کی اغراض میں پھنس جاؤ گے۔ میں نے شرک کو جڑوں سے کاٹ کر اتنا ختم کردیا ہے کہ اب میں دنیا سے ظاہراً رخصت ہورہا ہوں مگر قیامت کے دن تک میری امت من حیث المجموع اب مشرک کبھی نہیں بنے گی۔۔۔ اور اگر خطرہ ہے تو صرف یہ کہ امت دنیا پرستی میں مبتلا ہوگی۔۔۔ آج ہم دنیا پرستی میں مبتلا ہیں۔۔۔ پس جزء اول بھی حق ہوا اور جزء ثانی بھی حق ہوا۔ پس جب جزء ثانی امت کے بارے میں حق ہے کہ واقعتاً امت دنیا پرستی میں مبتلا ہے تو جزء اول بھی حق ہے کہ امت شرک میں مبتلا نہ ہوگی۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک جزء لے لیا جائے اور ایک جزء چھوڑ دیا جائے۔

آج امت دنیا پرستی کا شکار ہے اور اسی کی ہلاکت بھگت رہی ہے مگر بطور مجموعی امت مشرک نہیں ہوگی اس لئے

کہ حضور ﷺ نے ضمانت دے دی۔ پس امت کے سواد اعظم کو مشرک کہنا یا ان کے عقیدہ کو شرک تصور کرنا یہ سواد اعظم پر اعتراض نہیں بلکہ مصطفیٰ ﷺ کی قسم کو معاذ اللہ رد کرنا ہے۔

آپ تمام کو مبارک ہو کہ شرک کے اتہام/تہمت کو حضور ﷺ نے آپ سب سے دفع فرمادیا۔ لہذا امت کو مشرک قرار دینے سے احتیاط کرنی چاہئے۔

كِتَابُ الزَّكٰوةِ بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالىٰ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

☆ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ فَقِيْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيْلٍ وَّخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ فَقِيْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ.

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی اکرم ﷺ نے صدقہ کا حکم فرمایا۔ آپ سے کہا گیا اور قائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن جمیل (عبداللہ بن جمیل) خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ابن جمیل کو انکار نہیں کرنا چاہئے تھا کیونکہ وہ فقیر تھا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس کو غنی کردیا‘‘۔

حضور ﷺ کے اس فرمان سے امام بخاری کا عقیدہ بھی واضح ہو رہا ہے۔ حضور ﷺ یہ بھی فرماسکتے تھے کہ فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ ’’اللہ نے اسے غنی کردیا‘‘۔۔۔ مگر حضور ﷺ کا ہر کلمہ چونکہ امت کے لئے ایمان کا درجہ رکھتا ہے لہذا آپ ﷺ کوئی بات چھپاتے نہیں ہیں اس لئے حضور ﷺ نے یہ فرمایا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ... ’’فقیر کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے غنی فرمادیا‘‘۔۔۔ پس ثابت ہوا کہ یوں کہنا کہ ’’اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے غنی کردیا‘‘۔۔۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا کرم ہے‘‘۔۔۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا فضل ہے‘‘۔۔۔ ’’اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی عنایت ہے‘‘۔۔۔ ’’اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی مہربانی ہے‘‘۔۔۔ ’’اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ جانتا ہے‘‘۔۔۔ ان تمام کلمات میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ دونوں کو جمع کرنا سنت الٰہی و سنت رسول ﷺ ہے۔۔۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شرک ہے، نہ جوڑا کرو، ملاتے کیوں ہو؟۔۔۔ ان احباب سے اتنا کہوں گا کہ ہم ملانے والے کون ہیں، خود خدا نے ملایا ہے اور خود مصطفیٰ ﷺ نے ملایا ہے۔ اللہ نے اور حضور ﷺ نے یہ طریقہ سکھایا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو جوڑ کر کہا کرو۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام عالمی میلاد کانفرنس 12 ربیع الاول کے موقع پر
آسمان پر اسمِ ''محمد'' ﷺ کے ظہور کے حوالے سے ایک علمی و تحقیقی تحریر

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

حق یہ ہے کہ ہے زندہ و پائندہ تری ذات۔ (اقبال) ہیں انفس و آفاق میں پیدا تیری آیات ۔

اللہ رب العزت کی صفات کمال غیر محدود ہیں۔ ایک طرف اس کے عمومی قوانین و نوامیس ہیں کہ صدیوں سے ایک لگا بندھا مستحکم نظام کائنات ہے کہ نہایت مستحکم بنیادوں پر استوار ہے۔ رات دن کا بدلنا۔ موسموں کے خوئے انقلاب، لحہ بہ لحہ دھرتی کے چہرہ پر نئے انوکھے آثار و تغیرات، لحظہ بہ لحظہ تصویر گیتی میں ابھرتے، چمکتے، ڈھلکتے اور مٹتے ہوئے اثرات زبانِ حال وقال سے پکار پکار کر اپنے خالق کی طاقت و قدرت کی منادی کر رہے ہیں کہہ رہے ہیں۔ دیکھنے میں اتنی عظیم دنیا، کسی زبردست ہاتھوں کی بنی ہوئی ہے اور روز بروز حیران کن مراحل سے کشاں کشاں گذر رہی ہے۔ زمین ہو، فضا ہو، ہوا ہو کہ اجرام فلکی کسی بے نظیر حکمت و طاقت سے سرگرم عمل ہیں۔

ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں ۔

وہ علم و حکمت و طاقت خالق کائنات کی ہے۔ اس عظیم الشان کارگہٗ عالم کا وہی خالق ہے، وہی مالک، وہی بادشاہ ہے، وہی منتظم و مدبر۔ ایک طرف قانون فطرت کی اٹل کارفرمائی۔۔۔ دوسری طرف نئے نرالے مظاہر فطرت کہ عقل دنگ رہ جائے۔ ایک انسان کو مٹی سے دوسرے کو پہلے کی پسلی سے مگر آگے سلسلہ توالد و تناسل کا سلسلہ جاری فرمادیا۔ پہلے حقائق، نظروں سے اوجھل ہونے لگے، ذہنِ انسانی سوچنے لگا شاید اب یہ نظام اٹل ہے اس میں تبدیلی ناممکن ہے۔ قدرت کے پہلے مظاہر شاید دوبارہ ظہور پذیر نہ ہوں۔ قرآن کریم میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ. (حم السجدہ ۴۱:۵۳)

''ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی نشانیاں دنیا بھر میں اور خود ان کی اپنی جانوں میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ (قرآن، اسلام اور نبی کی صداقت) حق ہے۔ کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں''۔

مفسرین کرام نے مذکورہ آیتِ مبارکہ کے حوالے درج ذیل تفسیری نکات بیان فرمائے:

یعنی ہم اپنی توحید اور قدرت کی نشانیاں آفاق، یعنی گذشتہ قوموں کے تباہ شدہ آثار میں اور خود لوگوں کی جانوں میں دکھائیں گے یعنی انہیں بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا کرکے۔

ابن زید نے کہا: وفی الافاق ''آسمانی نشانیاں وفی انفسھم سے مراد، زمینی حادثات ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں فی الافاق سے مراد شہروں کو فتح کرنا ہے جسے اللہ پاک نے اپنے رسول ﷺ کے لئے آسان کر دیا اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء اور آپ ﷺ کے دین کے انصار آفاق دنیا اور مشرق و مغرب کے ممالک میں عموماً اور بلاد مغرب میں بالخصوص وہ فتوحات عطا کیں جن کی مثال اس سے پہلے زمین میں بسنے والے کسی فرد یا قوم کو میسر نہ ہوئی اور جابر حکمرانوں، قیصر و کسریٰ، پر غلبہ اور قلیل تعداد مسلمانوں کو کثیر تعداد دشمنوں پر فتح دی۔ کمزوروں کو طاقتوروں پر تسلط دیا اور اللہ پاک نے مسلمانوں کے ہاتھوں پر خارق عادت امور کو ظاہر کیا۔

طبری نے کہا فی انفسھم سے مراد فتح مکہ ہے یہی منھال بن عمر اور السدی کا قول ہے۔

قتادہ اور ضحاک نے کہا فی الافاق سے مراد اللہ تعالیٰ نے قوموں کے ساتھ جو کیا و فی انفسھم سے مراد بدر میں جو اللہ پاک نے کیا۔

عطاء اور ابن زید نے یہ بھی کہا فی الافاق سے مراد آسمانوں اور زمین کے کونے کونے میں سورج، چاند، ستارے، رات، دن، ہوائیں، بارش، گرج چمک، نباتات، درخت، پہاڑ، سمندر وغیرہ۔

ایک قول یہ ہے کہ لوگ عنقریب ان حقائق کا مشاہدہ کریں گے جن کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی مثلاً آنے والے فتنے اور غیبی خبریں حَتّٰی يَتَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ یہاں تک کہ ان کے لئے حق واضح ہو جائے گا۔ حق کے چار معنی ہیں۔

۱۔ کہ حق سے مراد قرآن ہے ۲۔ اسلام جو رسول اللہ ﷺ لائے اور جس کی آپ نے دعوت دی

۳۔ جو کچھ اللہ پاک ان کو دکھاتا ہے یا دکھائے گا اور جو کرے گا وہ حق ہے ۴۔ محمد ﷺ رسول برحق ہیں۔

(امام ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی/ الجامع الاحکام القرآن ج ۱۵ ص ۲۴۴)

(القاضی ناصرالدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بن محمد الشیر ازی البیضاوی، انوار التنزیل و اسرار التاویل ج ۲ ص ۱۹۱ طبع مصر)

اس آیت کے ضمن میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایک فتح کے بعد دوسری فتح پیدا کرتا رہے گا اور ایک کے بعد دوسری نشانی دکھاتا رہے گا تا آنکہ دین اسلام کو تمام نظامہائے زندگی پر غالب کر دے، گو مشرک برا مانا کریں“۔

(علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الآلوسی البغدادی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ۲۵۔ ۶ طبع مصر)

ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

☆ ابنِ مرزوق نے شرح قصیدہ بردہ میں بعض علماء کے حوالہ سے نقل کیا کہ ہم بحر ہند میں سفر کر رہے تھے، طوفانی موجوں نے ہمیں ایک جزیرہ میں جا پھینکا، ہم نے وہاں ایک سرخ رنگ کا گلاب کا پھول دیکھا، بہترین خوشبودار، جس پر سرخ رنگ میں لکھا تھا: بَرَاۗءَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِلٰی جَنّٰتِ النَّعِیْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه۔

☆ اسی طرح بعض علماء نے بیان فرمایا ہم نے بلاد ہند میں ایک پھل دار درخت دیکھا جو اخروٹ سے ملتا جلتا تھا، اس کے دو چھلکے تھے، اسے توڑا گیا تو اس میں سے لپٹا ہوا ایک سبز پتہ برآمد ہوا جس پر سرخ رنگ کی نمایاں یہ تحریر تھی لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه۔ لوگ اس درخت سے برکت حاصل کرتے تھے اور اس کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے تھے۔

☆ ۸۰۷ھ یا ۸۰۹ھ میں انگور کے ایک دانے پر سیاہ قلم سے خوشخط لکھا تھا محمد۔

☆ ایک مچھلی پائی گئی جس کے دائیں پہلو پر لا الہ الا اللہ اور بائیں پر محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ شکاری کا

بیان ہے کہ میں نے یہ تحریر دیکھی تو احتراماً مچھلی نہر میں ڈال دی۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے، اچانک دیکھا کہ ایک پرندہ کی چونچ میں سبز اخروٹ ہے، پرندے نے وہ پھینک دیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے پکڑ لیا، توڑا تو اس میں زرد رنگ سے لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ.

☆ طبرستان میں کچھ لوگ یہ ورد کررہے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ. وہ لوگ محمد رسول اللہ نہیں پڑھتے تھے۔ ایک دن سخت گرمی میں سخت سفید بادل زمین و آسمان کے درمیان زوال کے وقت نمودار ہوا اس بادل پر واضح خط میں یہ تحریر ظاہر ہوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور عصر تک یہ تحریر چمکتی رہی۔ تمام گمراہ لوگ تائب ہوئے اور اس شہر کے اکثر یہودی وعیسائی مسلمان ہوگئے۔

☆ بعض حضرات نے بیان کیا کہ ہم ہندوستان میں داخل ہوئے تو ایک گاؤں میں ایک گلاب کا پودا دیکھا جس کے پھول سیاہ رنگ مگر نہایت خوشبودار تھے، اس کے پھول کی ہر پنکھڑی پر سفید حرفوں میں لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ. ابوبکر الصدیق (سیرت حلبیہ ص ۲۱۲)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس بستی والوں نے موسیٰ وخضر علیہما السلام کی مہمان نوازی سے انکار کیا تھا۔ وہاں ایک دیوار گرا چاہتی تھی جسے خضر علیہ السلام نے سیدھا کردیا اور موسیٰ علیہ السلام کے اعتراض کرنے پر فرمایا ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ اس نے فوت ہوتے وقت ان بچوں کی خاطر دیوار کے نیچے خزانہ چھپا دیا تھا کہ بڑے ہوکر نکال لیں گے۔ (الکہف آیت ۸۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ سونے کی تختی تھی جس میں لکھا تھا تعجب ہے کہ جس آدمی کو موت کا یقین ہے کہ مرے گا پھر خوش کیوں رہتا ہے؟۔۔۔ تعجب ہے اس پر جو حساب پر یقین بھی رکھے اور غافل بھی رہے۔۔۔ تعجب ہے اس پر جو تقدیر پر ایمان رکھے اور غم زدہ رہے۔۔۔ تعجب ہے اس پر جو دنیا اور اس کی تبدیلیوں کو دیکھ کر بھی اس سے مطمئن ہے۔۔۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ..۔ بیہقی وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس پر یہ اضافہ نقل کیا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّد عبدی ورسولی نیز کلمہ طیبہ کی تحریر قاضی بیضاوی نے تفسیر بیضاوی میں بھی نقل کی ہے۔ (بیضاوی ج ۲ ص ۱۱ طبع مصر)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان لکھا تھا۔ محمد رسول اللہ خاتم النبیین.

☆ بلاد خراسان میں ایک نومولود بچے کے ایک پہلو پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

☆ امام زہری کہتے ہیں میں ہشام بن عبدالملک کے پاس جارہا تھا مقام البلقاء پر میں ایک پتھر پر عبرانی زبان میں لکھا کتبہ دیکھا، میں نے ایک بزرگ سے پوچھا یہ کیا لکھا ہے؟ انہوں نے تحریر پڑھی اور ہنس پڑے کہنے لگے اللہ کے معاملے عجیب ہیں اس پر لکھا ہے۔ اے اللہ تیرے نام سے، تیرے رب کی طرف سے واضح عربی زبان میں حق آ گیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ. یہ تحریر حضرت موسیٰ بن عمران، علیہ السلام نے لکھی۔

(علامہ نورالدین ابوالفرج نورالدین علی بن ابراہیم بن احمد الحلبی الشافعی م ۱۰۴۴ھ، السیرۃ الحلبیہ المعروف انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون ج ۱ ص ۳۲۰ طبع بیروت)

☆ رای مکتو باعلی ساق العرش محمد رسول اللہ فتشفع بہ واذا اطلقت الکلمۃ علی عیسی علیہ

السلام فلتطلق الکلمات علی الروم الاعظم والحبیب الاکرم ﷺ فما عسی بل وما موسی بل وما الابعض ظهور انواره وزهرة من ریاض انواره.

''آدم علیہ السلام نے عرش کے پائے پر لکھا دیکھا ''محمد رسول الله'' ''محمد اللہ کے رسول ہیں'' تو آپ کو سرکار کی شفاعت نصیب ہوئی اور جب کلمہ کا لفظ عیسیٰ علیہ السلام پر بولا گیا تو ایک نہیں بلکہ کئی کلمے روح اعظم اور حبیب اکرم ﷺ پر بولے جاسکتے ہیں۔ عیسیٰ بلکہ موسیٰ علیہما السلام بلکہ تمام کائنات کی حقیقت اور کیا ہے کہ آپ ﷺ کے انوار کے بعض ظہور اور آپ ﷺ کے انوار کے باغوں میں سے ایک کلی ہیں''۔

(آلوسی، روح المعانی ج ا ص ۱۷ ۲ طبع منیریہ مصر) (تفسیر عزیزی ص ۱۸۳ طبع نولکشور لکھنو) بلکہ الامام الحافظ ابوعبداللہ الحاکم نیشاپوری ج ۲ ص ۶۱۵ طبع بیروت) (شاہ عبدالحق دہلوی، مدارج النبوت ج ا ص ۲۵۸)

☆ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادہ شیث علیہ السلام سے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام کا نام پاک ساق عرش پر لکھا دیکھا جبکہ میں روح وجسم کے درمیان تھا پھر میں آسمانوں میں گھومتا رہا میں نے آسمان میں کوئی ایسی جگہ نہ دیکھی جہاں آپ سرکار کا نام مبارک لکھا نہ دیکھا ہو۔ (ابن عساکر بحوالہ الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج ا ص ۷)

☆ امام قرطبی رحمہ اللہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اول شئی کتب اللہ تعالیٰ فی اللوح المحفوظ انی انا اللہ لا الہ الا انا محمد رسولی. لوح محفوظ میں سب سے پہلے یہ تحریر ثبت فرمائی بے شک میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمد میرے رسول ہیں۔ جس نے میری قضا کے آگے سر تسلیم خم کرلیا، میرے امتحان پر صبر کیا، میری نعمتوں کا شکر ادا کیا میں اسے اپنا دوست لکھ دیتا ہوں اور اسے صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا اور جس نے میرے فیصلہ پر سر تسلیم خم نہ کیا، میری آزمائش پر صبر نہ کیا، میری نعمتوں پر شکر نہ کیا، وہ میرے سوا کسی اور کو خدا مان لے۔

(تفسیر قرطبی ج ۱۹ ص ۱۹۶)

☆ طبرانی اور بیہقی میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے فرمایا رأیت فی کل موضع من الجنة مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ. میں نے جنت میں ہر جگہ یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ. تو مجھے پتہ چل گیا کہ وہ تیری ساری مخلوق میں سب سے بڑھ کر تیری بارگاہ میں محترم ومکرم ہیں سو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور انہیں بخش دیا۔ (کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفی، قاضی عیاض رحمہ اللہ ج ا ص ۲۲۷)

☆ امام ابن نعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرماتے ہیں جنت میں درختوں کے ہر پتہ پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ. (کتاب الشفاء ج ا ص ۲۲۹۔ طبع مصر)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جنت کے دروازہ پر لکھا ہے میں اللہ ہوں، اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔ جس نے یہ کلمہ صدق دل سے پڑھا میں اسے عذاب نہیں دوں گا۔ (الشفاء ج ا ص ۲۲۸)

☆ اسی طرح انجیل میں ہے کہ جب آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہوا تو اس نے آسمان میں ایک چمکتی دمکتی تحریر دیکھی جس کی عبارت تھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ. (بائبل غزل الغزلات نمبر ۱۵۔ ۱۶ برناباس کی انجیل باب ۲۹ ص ۵۰)

مفتی شفیع آف دیوبند

☆ مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی والے لکھتے ہیں: بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب ہم ہندوستان پر جہاد کے

لئے گئے تو اتفاقاً ایک بن پر گذر ہوا۔ وہاں عجائب قدرت کا ایک نیا تماشا دیکھا کہ ایک درخت کے سب پتے نہایت سرخ رنگ کے تھے اور ہر پتے پر لا الـه الا اللـه مـحـمـد رسول الله، سفید حرفوں میں لکھا ہوا تھا۔ اسی طرح بعض دوسرے حضرات کا بیان ہے کہ ہم ایک جزیرے پر پہنچے وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے ہر پتہ پر قلم قدرت نے نہایت واضح وخوش خط یہ کلمہ تین سطروں میں لکھا ہوا تھا۔ پہلی سطر لا الـه الا الـلـه مـحـمـد رسول الله اور تیسری میں ان الدین عندالله الاسلام. (مفتی محمد شفیع آف کراچی، شہادت کائنات ص ۱۲ طبع ادارہ اسلامیات لاہور)

☆ بعض مورخین بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بلاد خراسان میں ایک بچہ دیکھا جس کی ایک کروٹ میں قدرتی طور پر لا اله الا الله اور دوسری پر محمد رسول الله لکھا ہوا، اول ولادت سے دیکھا۔

☆ ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ۶۷۴ھ میں میرے گھر میں ایک بکری کا بچہ ہوا جس کی پیشانی پر ایک دائرہ سفیدی کا تھا اور اس کے اندر نہایت خوشخط اور صاف (محمد) لکھا تھا۔

☆ اسی طرح بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ ہم نے افریقہ میں ایک شخص دیکھا جس کی آنکھ کی نیچے کی سفیدی میں سرخ حرفوں میں نہایت خوش خط یہ کلمہ لکھا ہوا تھا۔ محمد رسول الله.

☆ شیخ عبدالوہاب شوانی نے اپنی کتاب لواقع الانوار، باب قواعد السادۃ الصوفیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جس روز میں اس باب کی تحریر پر پہنچا ہوں تو علامات نبوت میں سے ایک عجیب چیز کا مشاہدہ کیا کہ ایک شخص میرے پاس ایک بکری کے بچہ کا سرلے کر آیا۔ جس کا گوشت بھون کر وہ کھا چکا تھا اور اس کی پیشانی پر قلم قدرت کا یہ نوشتہ موجود تھا لا الـه الا الـلـه محمد رسول الله ارسله بالهدی ودین الحق یهدی به من یشآء. (ایضاً ص ۱۶)

☆ بروز منگل 8 فروری 1927ء کو بعد نماز مغرب لوگوں نے جنگل موضوع پراسیا برنگہ جتھاری تحصیل دیوری گورنمنٹ بھوپال میں یہ واقعہ دیکھا کہ مغرب یعنی پچھم کی طرف جہاں ایک چمکدار ستارہ شام سے نکلتا ہے اس ستارہ کے قریب سے ایک بہت روشن ستارہ ٹوٹا اور جہاں تک جا کر غائب ہوا تھا ایک روشن لکیر مثل سانپ پہلے بنی پھر رفتہ رفتہ وہ لکیر موٹی ہو کر نام مبارک "محمد ﷺ" کو رقم کر گئی اور محمد کی میم سے ایک بہت باریک لکیر اس مقام تک گئی تھی جہاں سے ستارہ ٹوٹا تھا۔ تقریباً نصف گھنٹہ یعنی 30 منٹ تک یہ نام مبارک قائم رہا پھر کم ہوتے ہوئے غائب ہو گیا اور جن حضرات نے یہ واقعہ ظہور نور مبارک حضور سرور عالم ﷺ دیکھا ہو تو ذیل کے نقشہ میں اپنے تصدیقی دستخط کر دیں تاکہ دوسرے مقامات پر اطلاع دی جاوے۔ فقط الرقوم یکم ماہ رمضان المبارک ۱۳۴۵ یوم یکشنبہ، راقم غلام مرتضیٰ متاجر موضع مرہٹی تحصیل دیوری گورنمنٹ بھوپال۔ اس خط پر ۴۵ افراد کے نام پتے مع دستخط موجود ہیں بے شمار لوگوں نے زبانی بیان کیا اور تصدیق کی، تائید تھانوی صاحب۔

(یہ خبر آئینہ اخبار میرٹھ ۲۴ فروری 1927ء میں چھپی)

(اخبار مدینہ بجنور 13 فروری 1927ء) (مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی۔ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور شہادت کائنات)

تھانوی صاحب کی تائید مزید

تقریباً دس سال ہوئے کہ ایک مقام پر ایک مچھلی شکار کی گئی تھی اسکے پچھلے حصہ پر ایک جانب لا الـه الا اللـه اور دوسری جانب شان الله، منقوش تھا۔ (ایضاً ص ۲۷)

آسمان پر چاند کے قریب اسمِ ''محمد'' کا ظہور

یکم اپریل 2007ء بمطابق 11، 12 ربیع الاول ۱۴۲۸ھ کی درمیانی شب میلاد النبی ﷺ، مقام مینار پاکستان لاہور پاکستان میں دنیا کی سب سے بڑی محفل میلاد شان وشوکت سے انعقاد پذیر تھی۔۔۔ لاکھوں عشاق مصطفیٰ کا مجمع تھا جو پاکستان کے علاوہ دنیا کے کونے کونے سے اس بے مثال پروقار میلاد کانفرنس میں حاضر ہوکر اپنے آقا ﷺ کا ذکر خیر، تلاوت، نعت، نظم ونثر، خطابات وتقاریر کی صورت میں سن کر اپنے ایمان تازہ کررہے تھے۔ یکا یک ذکر میلاد کے وقت رات 3:50 منٹ پر آسمان پر بادل کے جھرمٹ میں قلم قدرت سے ایک نوری تحریر ''محـمـد'' نمودار ہوئی جسے لاکھوں انسانوں نے دیکھا، اس کی تائید وتصدیق کی اور ویڈیو کیمرے اور دیگر ہزاروں کیمروں نے اسے محفوظ کرلیا۔ اس محفل میلاد میں عشاق اہل سنت کے علاوہ اہل تشیع، دیوبند مسلک کی مرکزی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث ومہتمم محترم مولانا عبدالرحمٰن اشرفی بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بنفس نفیس سٹیج پر موجود تھے۔ یہ معزز شرکاء محفل ومہمانان گرامی قدر پھولوں کے ہار ڈال کر دیگر مہمانوں کا استقبال بھی فرمارہے تھے اور بار بار نعرہ ہائے تکبیر ورسالت، جشن میلاد زندہ باد اور دیگر نعرہ ہائے تحسین ہاتھ اٹھا اٹھا کر لگارہے تھے۔۔۔ نورونکہت کی برکھا برس رہی تھی کہ یکا یک آسمان پر بوقت سحر عین ولادت باسعادت کی گھڑی میں لاکھوں کے مجمع نے نورانی قلم قدرت سے جلی حروف میں نہایت صاف ونمایاں خط میں اسم گرامی ''محمد'' بیداری میں سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ جس پر خوشی وجذبات میں ڈوبا ہوا مجمع نعرہ ہائے تکبیر ورسالت لگانے لگا۔ عظیم اجتماع شدت جذبات سے محو وجد ہوگیا۔ لوگ دیوانہ وار کھڑے ہوکر اپنے مولا کی شان دیکھ رہے تھے۔

یہ منظر چند منٹوں کی جلوہ ریزی کے بعد بتدریج آنکھوں سے اوجھل ہوتا گیا۔ سینکڑوں لوگوں نے کیمرے کی آنکھ سے اس منظر کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کرلیا۔ اگلے دن تمام ملکی وغیر ملکی میڈیا میں یہ خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی اور ٹی وی سکرین پر لاکھوں لوگوں نے اس کی زیارت کی مگر کچھ لوگ حسب عادت اس کے خلاف لکھنے اور بولنے لگے اور بغیر تحقیق کئے اس واقعہ پر اعتراضات کئے۔ روزنامہ اساس میں بھی یہ خبر منفی انداز میں شائع ہوئی جس پر ہم نے احتجاج کیا۔ اگلے دن روزنامہ اساس کی انتظامیہ نے منہاج القرآن کے نمائندوں، جامعہ نعیمیہ کے محترم ڈاکٹر سرفراز نعیمی، جامعہ اشرفیہ کے مہتمم محترم مولانا عبدالرحمٰن اشرفی اور دیگر اہل علم کو اس مسئلہ پر اظہار رائے کے لئے اپنے دفتر میں بلایا اور جن لوگوں کو اختلاف تھا ان کو بھی شرکت کی دعوت دی مگر وہ وعدہ کے باوجود شریک نہ ہوئے اور عدم شرکت کی وجہ بھی نہ بتائی۔ منہاج القرآن کی نمائندگی راقم الحروف کے ذمہ تھی۔ اخبار والوں نے اس موضوع پر اور اس کے علاوہ بہت سے موضوعات پر راقم سے سوالات کئے جن کے تسلی بخش جوابات سے وہ احباب مطمئن ہوئے۔ محترم ڈاکٹر سرفراز نعیمی اور محترم مولانا عبدالرحمٰن اشرفی اور دیگر احباب نے اس عظیم واقعہ کی تائید وتوثیق کی اور محترم مولانا عبدالرحمٰن اشرفی نے اپنے اور حاضرین کے مشاہدہ کی تائید وتصدیق کی۔ جس سے تمام صحافی حضرات مطمئن ہوگئے اور انہوں نے پہلی غلط رپورٹنگ پر معذرت کی اور آنے والے اخبار میں پوری صحیح رپورٹ شائع کردی۔ فالحمدللہ علی ذلک۔ ❁❁❁❁❁❁❁

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام

23 ویں سالانہ
عالمی میلاد کانفرنس

رپورٹ: ایم ایس پاکستانی

تحریک منہاج القرآن کی 23 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس 11 ربیع الاول کی شب اقبال پارک مینار پاکستان لاہور کے سائے میں منعقد ہوئی۔ اس تاریخی میلاد کانفرنس کا آغاز شب 9 بجے ہوا تاہم پاکستان بھر اور دنیا کے اطراف واکناف سے شرکاء نماز مغرب سے پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ شام 7 بجے مینار پاکستان میں قائم پنڈال کا ایک حصہ حاضرین سے بھر چکا تھا۔ دوسری طرف ہزاروں شرکاء اس عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کے لئے بسوں کے قافلوں کے ساتھ مینار پاکستان پہنچ رہے تھے۔ جبکہ اس دوران تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام حسب سابق ضیافت میلاد بھی جاری رہی۔ اس ضیافت میلاد میں 1200 بکرے ذبح کر کے خصوصی کھانا تیار کیا گیا۔ یہ پروقار ضیافت شب 9 بجے تک جاری رہی جس میں ہر شخص مہمان خاص تھا، خواتین کے لئے الگ اور باپردہ ضیافت کا انتظام تھا۔ عالمی میلاد کانفرنس کے پنڈال کو مینار پاکستان کی جنوبی طرف دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ مردوں کے علاوہ دنیا بھر سے ہزاروں خواتین بھی یہاں موجود تھیں۔

عالمی میلاد کانفرنس کا آغاز شب 9 بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں وقفے وقفے سے مختلف نعت خواں حضرات نے گلہائے نعت پیش کیے۔ میلاد کانفرنس کے اس ابتدائی مرحلہ کی نقابت اور کمپیئرنگ کے فرائض بلال مصطفوی اور انوار اختر ایڈوکیٹ نے سرانجام دیے۔ تحریک منہاج القرآن کی نظامت دعوت کے مرکزی نائب ناظم علامہ غلام مرتضیٰ علوی نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی میلاد مصطفی ﷺ کے موقع پر نئی شائع ہونیوالی کتب کا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز کی طلبہ کی نمائندہ تنظیم بزم منہاج کے صدر حافظ محمد آصف قادری نے تقریر کی، انہوں نے اپنے مختصر گفتگو میں تحریک منہاج القرآن، شیخ الاسلام کا تعارف اور کالج آف شریعہ کا تعارف کرایا۔

کالج آف شریعہ کے شہزاد برادران، حیدری برادران اور شہزاد حنیف مدنی نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نعت خوانی کی۔ شب 10 بجے منہاج نعت کونسل اور بلبل منہاج محمد افضل نوشاہی نے الگ الگ نعت خوانی کی۔ انکی نعتوں پر حاضرین جھوم جھوم کر اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہے۔ نعت خوانی کے اس سلسلے کے ساتھ سٹیج پر معزز مہمانوں کی آمد کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ شب 11 بجے تک سٹیج پر معزز مہمانوں میں متحدہ عرب امارات سے محترم الشیخ راشد بن محمد المزروعی، عراق سے محترم الشیخ السید عمار الحکیم، جامعہ اشرفیہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث محترم علامہ عبدالرحمن اشرفی، صوبائی وزیر مذہبی امور و اوقاف محترم صاحبزادہ سعید الحسن شاہ، صوبائی وزیر سیاحت محترم سید رضا علی گیلانی، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے بڑے بھائی محترم محمد طارق، تحریک خاکسار کے بانی محترم حمیدالدین المشرقی، محترم سینیٹر علامہ عباس کمیلی، محترم پیر قمر سلطان، محترم آغا مرتضیٰ پویا، محترم پیر خلیل الرحمن چشتی اور محترم سید علی

غضنفر کراروی کے علاوہ ملک بھر سے معزز علماء کرام و مشائخ کی کثیر تعداد بھی یہاں موجود تھی۔

شب سوا 11 بجے انوار اختر ایڈووکیٹ نے محترم علامہ عبدالرحمن اشرفی کو دعوت خطاب دی۔ انہوں نے مختصر گفتگو میں کہا کہ مجھے آج اس عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کر کے نہایت خوشی ہو رہی ہے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے مجھے اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی اور میں صرف ان کی وجہ سے اپنی ناسازی طبع کے باوجود حاضر ہوا۔ میلاد مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت دنیا کے سامنے ابدی حقیقت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نبوت کا چاند ہیں۔ آج ہم سب یہاں نبی رحمت کے میلاد کے لیے جمع ہیں۔ جو کہ کائنات کی سب سے بڑی خوشی ہیں۔ حضور ﷺ کا مقام و مرتبہ عرش سے بھی بلند ہے اس لئے کہ عرش بھی اللہ کی مخلوق میں سے ہے اور اللہ کی مخلوق میں سب سے برتر ہستی حضور ﷺ کی ہے۔

اس کے بعد ناظم اعلیٰ ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خدمات کا تعارف پیش کیا علاوہ ازیں گوشہ درود کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تحریک منہاج القرآن کے تحت قائم کردہ گوشہء درود اور حلقہ درود میں 15 ماہ میں (مارچ 2007ء تک) ایک ارب 13 کروڑ 59 لاکھ 29 ہزار اور 675 بار درود پاک پڑھا گیا ہے۔ اس گوشہء درود میں آنیوالے دنیا بھر کے گوشہ نشینوں نے سارا سال یہاں روزے بھی رکھے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، صاحبزادہ حسن محی الدین قادری اور صاحبزادہ حسین محی الدین قادری کے ساتھ شب 11 بج کر 24 منٹ پر اسٹیج پر تشریف لائے۔ آپ کی آمد پر لاکھوں حاضرین نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔

محترم الشیخ راشد بن محمد المز روعی (متحدہ عرب امارات) نے اپنے خطاب میں کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی معیت میں اس عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت میرے لئے اعزاز کی بات ہے۔ آج مسلمان حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا میلاد اس لیے مناتے ہیں کہ ہم کو ان کی معرفت، اسلام کی دولت نصیب ہوئی۔ اسلام امن کا دین ہے اور آج اس پیامبر امن کی ولادت دنیا کی سب سے بڑی خوشی ہے۔ آج مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ میں دنیا کی سب سے بڑی میلاد کانفرنس میں شریک ہوں۔ بلاشبہ بین الاقوامی سطح پر عشق مصطفیٰ ﷺ کے فروغ میں تحریک منہاج القرآن کی کاوشیں قابل ستائش ہیں۔

پاکستان عوامی تحریک کے سینئر وائس چیئرمین آغا مرتضیٰ پویا نے کہا کہ ایک مسلمان پر شریعت کے تین احکام واجب ہیں۔ ان میں پہلا اتباع الٰہی، دوسرا اتباع محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور تیسرا مودت آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔ تحریک منہاج القرآن وہ تحریک ہے کہ جس کی منزل مدینہ، جس کی معراج تخلیق ذات محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور جس کی معراج شہادت اور اتباع محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔ تحریک منہاج القرآن نے اس عالمی میلاد کانفرنس سے جو میلاد کا انقلاب شروع کیا ہے اب یہ ساری دنیا میں پھیلے گا۔

اس کے بعد ایک بار پھر ناظم اعلیٰ ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے اظہار خیال کیا۔ اس موقع پر انہوں نے بتایا کہ اس سال میلاد النبی کی خوشی میں 12 ہزار نئے افراد تحریک منہاج القرآن میں باقاعدہ شامل ہوئے ہیں۔ ان نئے رفقاء میں 2 ہزار لائف ممبرز بھی شامل ہیں۔

شب سوا 12 بجے عالمی میلاد کانفرنس کے دوسرے مرحلے کا آغاز ہوا۔ عالمی میلاد کانفرنس کا یہ مرحلہ ساری دنیا میں ARY ڈیجیٹل اور QTV کے ذریعے براہ راست دکھایا گیا۔ اس موقع پر قاری اللہ بخش نقشبندی نے تلاوت قرآن پاک کی۔ منہاج نعت کونسل کے اراکین نے نعت پیش کی۔

سینیٹر علامہ عباس کمیلی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ آج نفسا نفسی کے اس دور میں ہر مسلمان پریشان ہے۔ ایسے

دور میں ہم سب اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اپنا تعلق بھول چکے ہیں۔تحریک منہاج القرآن نے آقا ﷺ کے میلاد کی خوشی میں جو عالمی میلاد کانفرنس شروع کی ہے یہ صرف اس تحریک کا ہی خاصہ ہے۔انہوں نے کہا کہ آج دنیا کی سب سے بڑی خوشی کا دن ہے۔ایمان والے وہی ہیں جو اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔

ان کے بعد عراق سے تشریف لائے معزز مہمان الشیخ السید عمار الحکیم نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ منہاج القرآنؒ اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے عالمی میلاد کانفرنس کے ذریعے دنیا بھر میں میلاد مصطفی ﷺ کے پیغام کو عام کیا ہے۔آج اس پیغام کو مزید عام کرنے کی ضرورت ہے۔اسلام دینِ امن ہے اور ولادت و بعثتِ مصطفیٰ ﷺ کا پیغام بھی امن ہے۔آج اسلام کے صحیح اور حقیقی تصور کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے اور تحریک منہاج القرآن اس سمت کلیدی کردار ادا کر رہی ہے۔

اس کے بعد صاحبزادہ حسین محی الدین نے انگریزی زبان میں خطاب کرتے ہوئے انٹرنیشنل سطح پر شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری کی علمی، فکری کاوشوں اور ان کے عالمگیر اثرات پر روشنی ڈالی۔نیز قرآن وسنت کی روشنی میں ذات مصطفیٰ ﷺ اور تعلیماتِ مصطفیٰ ﷺ پر گفتگو کرتے ہوئے میلاد مصطفیٰ کی اہمیت کو واضح کیا۔

صاحبزادہ حسن محی الدین نے عربی زبان میں خطاب کیا۔آپ نے نہایت شستہ لہجہ میں قرآن واحادیث کو بیان کرتے ہوئے میلاد مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت، تقاضے اور پیغام پر روشنی ڈالی۔نیز تحریک منہاج القرآن کی عرب دنیا میں علمی، فکری پذیرائی اور اہل علم طبقہ پر شیخ الاسلام کے خطابات اور تصنیفات کے اثرات کو بھی بیان کیا۔

شب 2 بجے منہاج نعت کونسل، محمد افضل نوشاہی اور شہزاد عاشق نے مشترکہ طور پر نعت پڑھی۔شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے خطاب سے قبل ناظم اعلیٰ محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، محترم علامہ عبدالرحمٰن اشرفی اور پیر سید خلیل الرحمن چشتی نے آپ کو خصوصی خطاب کی دعوت دی۔محترم علامہ عبدالرحمٰن اشرفی نے نہایت ہی اچھوتے اور منفرد انداز میں شیخ الاسلام کو خصوصی خطاب کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ میں اس شخص کے بارے کیا بیان کروں۔۔۔ان کا علمی، فکری کام ہی ان کی شخصیت کے ہر پہلو کو واضح کر رہا ہے۔آپ نے شب 2 بج کر 20 منٹ پر خطاب شروع کیا۔

خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

حضور ﷺ کی ذات مبارک جامع الاوصاف ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام اوصاف، تمام کمالات، تمام فضائل، تمام مناقب اور حسن وخوبی کی تمام حقیقتیں ذات مصطفیٰ ﷺ میں جمع فرما دیں ہیں۔جس طرح حضور ﷺ کی ذات جامع الاوصاف ہے اسی طرح حضور ﷺ کا ذکر جامع الاذکار ہے۔یعنی حضور ﷺ کے ذکر میں سب کا ذکر ہے۔آج کی رات چونکہ ذکر مصطفیٰ ﷺ میں وقف ہے اسلئے ذکر خدا میں بھی وقف ہے۔اس لئے کہ ذکر مصطفیٰ میں ذکر خدا بھی ہے، ذکر مصطفیٰ میں ذکر اہلبیت اطہارؓ بھی ہے، ذکر مصطفیٰ ﷺ میں ذکر صحابہ وخلفاء وراشدین بھی ہے، ذکر مصطفیٰ ﷺ میں ذکر اولیاء وصالحینؒ بھی ہے۔اللہ نے حضور کے ذکر کو وہ جامعیت، ہمہ گیریت اور کُلیت عطا کی ہے کہ اگر حضور ﷺ کا ذکر کر لیا جائے تو سارے اذکار کا اجر بیک وقت مل جاتا ہے۔قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عطا سے اور سیدنا امام جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حدیث قدسی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب (ﷺ) ہم نے آپ کا ذکر آپ کی خاطر بلند کر دیا تو پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کا ذکر بلند کیا ہے اس کا معنی کیا ہے؟ حضور ﷺ کا ذکر بلند کئے جانے کا معنی اللہ نے یہ سمجھایا ہے کہ اس نے فرمایا کہ اے محبوب ومن ذکرک ذکرنی اور جس شخص نے میرے محبوب آپ کا ذکر کر لیا بس اس نے میرا

ذکر کرلیا۔ ومن ذکرک بالرسالۃ فقد ذکرنی بالربوبیہ اور جس نے آپ کی رسالت کا ذکر کر دیا اس نے حقیقت میں میری ربوبیت کا ذکر کرلیا۔ اللہ پاک نے فرمایا اے میرے محبوب میں نے اپنے ذکر کے ساتھ تیرے ذکر کو وہ اتصال، نسبت، تعلق اور عین یکدگر ہو جانے کا مقام عطا کر دیا ہے کہ جو کوئی آپ کا ذکر کرلے گا اس کے نامہ اعمال میں ذکر خدا کرنا لکھا جائے گا اور جو آپ کی نبوت ورسالت کا ذکر کرلے گا اس کے نامہ اعمال میں میری توحید وربوبیت کا ذکر کرنا لکھا جائے گا جو ساری رات، میلاد کی رات شانِ مصطفیٰ بیان کرتا رہے گا اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا کہ وہ ساری رات اللہ کا ذکر کرتا رہا ہے۔

جس طرح حضور کا ذکر ذکرِ الٰہی ہے اب اسی طرح حضور کے ذکر کو عالم خلق میں بھی یہی شان حاصل ہے عالم خلق میں آقا علیہ السلام کا اسم ''محمد'' اس کی شانیں علم الموافقت، علم المناسبت اور علم الاعداد میں بھی ہیں۔ علم الموافقت کے اعتبار سے غور کرنا ضروری ہے کہ لفظ محمد ﷺ کے چار حروف ہیں۔۔۔م۔۔۔ح۔۔۔م۔۔۔د۔۔۔اُدھر اللہ نے بھی اپنے اسم ذات کو چار حروف پر رکھا۔۔۔الف۔۔۔ل۔۔۔ل۔۔۔ہ۔۔۔لفظِ اللہ کے بھی چار حروف ہیں لفظ محمد ﷺ کے بھی چار حروف ہیں۔۔۔لفظ اسم اللہ بے نقط۔۔۔اسم محمد ﷺ بھی بے نقط۔۔۔اس کو علم الموافقت کہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نام کو کلمہ طیبہ میں جمع کیا اپنی توحید کا عنوان بنایا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰہ اور بغیر واوٗ عاطفہ کے جو مغائرت کیلئے آتی ہے، جب دو کو غیر ثابت کرنا ہو تو واوٗ عاطفہ لاتے ہیں اور غیریت کو مٹانا ہو تو واوٗ عاطفہ کے بغیر لاتے ہیں۔ اگر کوئی لا الـہ الا الـلـہ ومحمدرسول الله کہے تو کلمہ اسلام میں تحریف ہو جائے گی رب کائنات نے اتصال قائم کیا ہے۔ تغائر دوری کو چاہتا ہے اور اتصال قربت کو چاہتا ہے۔ لہذا فرمایا: لا الـہ الا الـلـہ محـمـد رسول اللہ۔۔۔لا الہ الا اللہ کے پورے کلمہ میں کوئی نقطہ نہ رکھا کیونکہ نقطہ عیب کو ظاہر کرتا ہے اور۔۔۔ محـمـد رسـول الـلــہ کے پورے کلمہ میں بھی کوئی نقطہ نہیں رکھا۔۔۔فرمایا جیسے میں اور میری شان ہر عیب سے پاک ہے ویسے میرا محمد (ﷺ) اور میرے محمد ﷺ کی رسالت اور شان ہر عیب سے پاک ہے۔

اب جب علم البسیط کی روشنی میں محمد (ﷺ) کے چار حرف کے اعداد جمع کریں تو 314 کا عدد حاصل ہوتا ہے۔ اور رسولوں کی تعداد بھی 314 ہے۔ گویا لفظ محمد (ﷺ) کے عدد بتا رہے ہیں کہ میرے محبوب تنہا تیری ذات تو ایک ہے مگر ایک محمد (ﷺ) میں 314 رسول جمع ہیں محمد (ﷺ) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داوٗد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔ ان 314 میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی جمع تھے اور سوا لاکھ نبیوں میں کل کائنات جمع تھی۔ کل انسان میں خدا کی ساری مخلوقات جمع تھی۔ جیسے عرش، لوح وقلم، جنت ودوزخ، جن وملائک، ملاءِ اعلیٰ، جبروت وملکوت، عالم ناسوت اور شجر وحجر سب مخلوق ہیں۔ الغرض اللہ کے سوا جو کچھ ہے وہ مخلوق ہے کیونکہ جب اس نے کہا اِنَّمَآ اَمۡرُہٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ تو کن سے پہلے صرف اللہ تھا اور جب کن ہو گیا تو کن کے بعد جو کچھ ہے وہ مخلوق ہے۔ اور ساری مخلوق کا خلاصہ انسان ہے انسان کا خلاصہ نبوت ہے نبوت کا خلاصہ رسالت ہے۔ رسول 314 ہیں اور تین سو چودہ رسول ایک محمد ﷺ میں گُم ہیں۔ جب ذکر محمد کر دیا تو ذکر رسل، ذکر انبیاء، ذکر خلائق، ذکر ملائک اس میں شامل ہو گیا۔

فرمایا وَرَفَعۡـنَـالَکَ ذِکۡـرَکَ جس سے معلوم ہوا کہ اللہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کو بلند کرتا رہتا ہے۔ بیانِ شان کو ذکر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے محبوب ہم تیری شان بیان کرتے ہیں بلکہ فرمایا میں ہر وقت تمہاری شان بلند کرتا رہتا ہوں۔ اب مصطفیٰ ﷺ کی شان تو وہی تھی جو اس نے وقت تخلیق عطا کر دی۔ اب تو اس نے جو شان دے دی اور جب سے دی ہے تب سے مصطفیٰ کی شان کو ہر وقت بلند کرتا جا رہا ہے۔ یہ بات سمجھنے والی ہے کہ وہ شان کب سے بلند کر رہا ہے۔ جب سے اس نے اپنے محبوب مصطفیٰ ﷺ کو بنایا اس وقت سے شان کو بلند کر رہا ہے جب بلندی کے پیمانے بھی نہ تھے، فہم وفراست بھی نہ تھی۔ ارے ہم

حضور کی شان وعظمت کو اپنے دماغ کی محدود سوچوں کے پیمانے پر ناپنا چاہتے ہیں جو کہ ممکن نہیں اس لئے اصغر گولڑوی نے کہا تھا۔

اگر خاموش رہوں میں تو تُو ہی ہے سب کچھ
جو کچھ کہا تو تیرا حُسن ہوگیا محدود

آسمان پر چاند کے قریب اسمِ ''محمد ﷺ'' کے نقش کا ظہور

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا یہ خوبصورت اور روحانی و وجدانی خطاب جاری تھا کہ شب 3 بج کر 50 منٹ پر روشن آسمان پر چاند کے عین سامنے بادلوں سے اسم محمد کا نقش بن گیا۔ اس منظر کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے حاضرین کو بتایا جس کے بعد لاکھوں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا۔ ٹی وی کے ذریعے دنیا کے کروڑوں ناظرین نے بھی اس منظر کو دیکھا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قدرت کا ظہور اہل ایمان کے ایمان کی تقویت کا باعث بھی ہے اور کارکنان تحریک منہاج القرآن کے لئے ایک اعزاز کی بات بھی ہے کہ اس عالمی میلاد کانفرنس کے موقع پر اس قدرت کا اظہار ہوا اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں سمیٹنے کا زریں موقع انہیں نصیب ہوا۔

شیخ الاسلام کا خطاب صبح 5 بجے ختم ہوا۔ اس کے بعد محمد افضل نوشاہی، منہاج نعت کونسل اور دیگر نعت خوانوں نے درود و سلام پیش کیا۔ اس دوران آتش بازی کا مظاہرہ بھی کیا گیا۔ درود وسلام کے بعد صبح سوا 5 بجے یہ عظیم الشان عالمی میلاد کانفرنس اپنے اختتام کو پہنچی۔ آخر میں شیخ الاسلام نے خصوصی دعا فرمائی۔ ☆☆☆☆☆☆☆